پاگل مردہ
اشتیاق احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

محمود' فاروق' فرزانہ اور

انسپکٹر جمشید سیریز 668

اشتیاق احمد

شریف پاگل

"مم... میں دریا میں ڈوب کر مر گیا تھا۔"

"اچھا... تو پھر... یا میں کیا کہا آپ نے..."

فاروق چلا اٹھا... وہ گھبرا گیا... محمود نے فاروق کو گھورا۔

"آہستہ آواز میں بات نہیں کر سکتے..."

"کک... کر... کر سکتا ہوں... لیکن... تم نے شاید سنا نہیں... انہوں نے کیا کہا ہے۔"

"میں نے... میں کسی سوچ میں گم تھا... کیا کہا تھا انہوں نے۔"

"انہوں نے کہا ہے... میں دریا میں ڈوب کر مر گیا تھا..."

"نن... نہیں... نہیں۔" محمود، فاروق سے بھی زیادہ بلند آواز میں چلا اٹھا۔

"اور تم آہستہ آواز میں بات نہیں کر سکتے۔"

"کک... کر... کر سکتا ہوں... لیکن فاروق... تم نے شاید سنا نہیں، انہوں نے کیا کہا ہے۔"

"حد ہو گئی یعنی کہ۔" فاروق جھلا اٹھا۔

"دھت تیرے کی ... ارے بھائی جاؤ ... کسی اور کو بے وقوف بناؤ... یہاں نیشنل پارک میں تو ایک سے بڑھ کر ایک پاگل ملتے ہیں ... بے وقوف ملتے ہیں ... کیا آپ کو بس ہم ہی پاگل نظر آئے ہیں..."

"مم ... میں دریا میں ڈوب کر مر گیا تھا۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا اور آگے بڑھ گیا۔

"ہائیں ... ارے بھائی ... یہ کہہ کر جا کہاں رہے ہو ... اپنی بات کی وضاحت تو کر دو۔"

وہ ان کی طرف مڑا ... سر کو ایک جھٹکا دیا ... اور ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا:

"میں ... یعنی کہ میں ... الطاف غالب دریا میں ... ڈوب کر ... مر ... گیا تھا..."

"کیا یہ کوئی سین ہے جو تم یاد کرتے پھر رہے ہو..." محمود نے پوچھا۔

اس نے جیسے محمود کا جملہ سنا ہی نہیں ... قدم اٹھاتا آگے چلا گیا اور پارک کے ایک کونے میں بنچ پر بیٹھ گیا... اب وہ کسی اور سمت دیکھ رہا تھا... ایسے میں کوئی اس کے پاس سے گزرا... وہ یک دم کھڑا ہو گیا اور اس کا بازو پکڑ کر بولا۔

"مم ... میں ... میں دریا میں ڈوب کر مر گیا تھا۔"

"میں جانتا ہوں... آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں..."

"شش ... شکریہ۔" اس نے خوش ہو کر کہا اور اس کا بازو ہوڑ دیا۔

ان کی حیرت بڑھ گئی... وہ شخص ان کے پاس سے گزرنے تو محمود نے اسے روک لیا:

"ایک منٹ جناب ... یہ کیا چکر ہے ... یہ کون صاحب ے۔"

"پاگل ہے بے چارہ ... بس جواب میں یہ کہہ دو کہ ہاں آپ یک کہتے ہیں ... تو شکریہ ادا کر کے آپ کا راستہ چھوڑ دے گا ... ویسے کسی کو کچھ نہیں کہتا ... بہت شریف پاگل ہے..." یہ کہہ کر وہ ہنسا اور گے بڑھ گیا۔

"شش ... شریف پاگل ... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"ہو سکتا ہو گا ... نہ میں ناول نگار نہ تم۔" محمود جھلا اٹھا۔

"گرمی کے موسم میں انگارے چبا رہے ہو ... حیرت ہے۔"

"لیکن ہم نے پارک میں اس پاگل کو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

"ابھی ابھی پاگل ہوا ہو گا... ہم غالباً پندرہ دن بعد یہاں آئے ۔"

"ہاں! یہ تو ہے ... لیکن آخر یہ 'یہ جملہ کیوں کہتا ہے ...'" د نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"اب یہ تو ہے پاگل ... ہمیں کیا بتائے گا۔"

"کسی نے اس سے پوچھا ہی نہیں ہو گا... آؤ... چل کر پوچھیں۔"

"لوگ ہمیں گھوریں گے..." فاروق گھبرا گیا۔

"گھورنے دو... لوگوں کا کام ہی کیا ہے۔" یہ کہتے ہوئے محمود اس کی طرف قدم اٹھانے لگا۔

"اسے کہتے ہیں... آبیل مجھے مار... ارے بھائی کیوں کسی کیس کو آواز دے رہے ہو۔" فاروق نے اسے روکنے کی کوشش کی۔

"یار تم نہ جاؤ... میں تو جاؤں گا... تم نے سنا نہیں... اس شخص نے کیا کہا ہے... میں دریا میں ڈوب کر مر گیا تھا۔"

"ہاں! تو اس میں کیا عجیب بات ہے... لوگ دریا میں ڈوب کر مر ہی جاتے ہیں۔"

"لیکن مر جانے کے بعد کوئی یہ نہیں کہتا پھرتا کہ میں دریا میں ڈوب کر مر گیا تھا۔"

"ان کی بے وقوفی ہے۔" فاروق مسکرایا۔

"ہائیں... کن کی بے وقوفی ہے۔"

"ان کی... جو دریا میں ڈوب کر مر جاتے ہیں اور یہ نہیں بتاتے کہ وہ دریا میں ڈوب کر مر گئے تھے... البتہ یہ ضرور عقل مند ہے... لوگوں کو بتا تو رہا ہے۔"

"دماغ تو نہیں چل گیا تمہارا۔" محمود نے اسے گھورا۔

"ابھی نہیں چلا... لیکن اس سے ملاقات کے نتیجے میں چل جائے گا۔"

"دھت تیرے کی۔" محمود نے جھلا کر ران پر ہاتھ مارا۔

اور پھر دونوں اس کے نزدیک پہنچ گئے... فاروق برے برے منہ بنا رہا تھا... جونہی اس نے انہیں اپنے نزدیک رکتے دیکھا... وہ پھر بول اٹھا۔

"میں دریا میں ڈوب کر مر گیا تھا۔"

"اس میں ہمیں کوئی شک نہیں۔"

"شکریہ... آپ بہت اچھے آدمی ہیں۔"

"یہ کب کی بات ہے۔" فاروق نے پوچھا۔

"کون سی... یہ کہ آپ بہت اچھے آدمی ہیں... یہ تو بالکل ابھی کی بات ہے۔" اس نے فوراً کہا۔

محمود نے فاروق اور فاروق نے محمود کو گھورا... جیسے کہہ رہے ہوں... یہ تو واقعی ہمیں پاگل کر دے گا۔

"میرا مطلب ہے، آپ دریا میں کب ڈوبے تھے۔"

"پچھلے سال... نوجولائی کو۔"

"اوہ... آج بھی تو نوجولائی ہے... تت... تو کیا اپنے ڈوبنے کی سالگرہ منا رہے ہیں۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

اس نے کھا جانے والی نظروں سے فاروق کو گھورا... پھر سرد آواز میں بولا۔

"میں پاگل نہیں ہوں... جبکہ اس پارک کے لوگ خیال

یہی کرتے ہیں... اور اس میں بھی شک نہیں کہ میں گزشتہ سال نو
جولائی کو دریا میں ڈوب گیا تھا... لیکن میں خود نہیں ڈوبا تھا... مجھے ڈبویا
گیا تھا... اب کوئی میری اس بات پر یقین کرنے کے لیے تیار نہیں...
نہ میرے گھر کے افراد... نہ پولیس والے... میں تھک گیا ہوں...
بہت تھک گیا ہوں... اپنی تھکن اتارنے کے لیے اس پارک میں
آجاتا ہوں... جب میں کسی سے یہ کہتا ہوں کہ میں دریا میں ڈوب کر
مر گیا تھا اور جواب میں وہ مجھ سے کہتا ہے کہ ہاں... یہ ٹھیک ہے... تو
مجھے سکون مل جاتا ہے... میں سوچتا ہوں... چلو میرے گھر والے نہ
سہی.. پولیس والے نہ سہی... اس شہر کے کچھ لوگ تو ایسے ہیں... جو
میری بات کو درست مانتے ہیں..."

وہ دھک سے رہ گئے... اس کے ان الفاظ نے ان پر صاف
طور پر واضح کر دیا کہ وہ ہرگز ہرگز پاگل نہیں ہے... بلکہ دکھوں کا مارا
ہے... کسی نے غالباً اسے دھکا دے دیا تھا... لیکن... پھر... اس کے
بعد کیا ہوا... انہوں نے شدید الجھن محسوس کی اور اس کی طرف
دیکھا...

"ہم آپ کی کہانی سننا چاہتے ہیں... کیا آپ بتانا پسند کریں
گے۔"

"آپ پہلے مہربان ہیں... جنہوں نے میری کہانی سننے کی
خواہش کی ہے... ورنہ یہاں تو کسی کو کسی کی بات سننے کی بھی فرصت
نہیں... اور تو اور پولیس والوں تک نے میری کہانی نہیں سنی... پاگل

خیال کر کے پولیس اسٹیشن سے نکال دیا... گھر والوں نے بھی نہیں سنی
میری کہانی۔" اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

"لیکن ہم آپ کی کہانی ضرور سنیں گے۔"

وہ ایک ادھیڑ عمر کا آدمی تھا... عمر پچاس کے قریب تو ضرور
رہی ہو گی... ان کا جملہ سن کر اس کے چہرے پر خوشی دوڑ گئی...

"کیا واقعی۔"

"ہاں! آپ سنائیں... ہم سن رہے ہیں۔"

"نو جولائی کا دن تھا... شدید گرم دن... میں نے سوچا...
چل کر دریا کی سیر کرتا ہوں... اپنی کار میں گھر سے نکلا..."

"کیا کہا... آپ اپنی کار میں گھر سے نکلے۔" محمود نے چونک
کر کہا۔

"ہاں! اس میں حیرت کی کیا بات ہے... میں کوئی غریب
آدمی نہیں ہوں... کوٹھی، کار، بنک بیلنس اور جوتے بنانے کے ایک
بڑے کارخانے کا مالک ہوں..."

"اوہ... اوہ۔" وہ دھک سے رہ گئے... اب ان کی دلچسپی بڑھ
گئی۔

"میں اپنی کار میں دریا کی طرف نکلا... دریا کے ایک طرف
میری لانچ کھڑی رہتی تھی..."

"کیا کہا... آپ کی لانچ... تو آپ نے لانچ بھی خرید رکھی
تھی۔"

"ہاں! میں بتا چکا ہوں... میں کوئی غریب آدمی نہیں ہوں"

"اچھا خیر... پھر..."

"بس میں نے اپنی کار دریا کے کنارے کھڑی کی... لانچ پر بیٹھا اور اس کو چلانے لگا... مجھے لانچ چلانا بھی آتا ہے... جولائی کے دنوں میں دریاؤں میں بہت طغیانی ہوتی ہے... سیلاب کے دن ہوتے ہیں... آپ جاکر دریا کو دیکھ لیں... اس وقت بھی اس میں طغیانی ہوگی... میں لانچ کو بہت آگے تک لے گیا... اچانک میں نے محسوس کیا... لانچ میں میرے علاوہ بھی کوئی ہے... میں ڈر گیا... چونک کر مڑنے لگا تھا کہ کسی نے میرے سر پر کوئی چیز ماری... اور میں دریا میں جا گرا... مجھے کوئی ہوش نہ رہا... پانی میں نیچے ہی نیچے گرتا چلا گیا۔

مجھے ہوش آیا تو میں ایک جھونپڑے میں تھا... وہ مچھیروں کی بستی تھی... میں ان کے جال میں پھنس گیا تھا... ان لوگوں نے مجھے بتایا کہ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو میں مچھلیوں کے درمیان میں تھا اور مچھلیاں مجھے نوچ رہی تھیں... انہوں نے جگہ جگہ سے مجھے کھا لیا تھا... اگر کچھ دیر اور اسی طرح گزر جاتی تو میں مر گیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کو میری زندگی منظور تھی... میں بچ گیا... ان لوگوں نے میرا علاج کرایا... میں کئی ماہ وہاں پڑا رہا... آخر آہستہ آہستہ میں ٹھیک ہو گیا... اب میں نے ان سے اجازت لی اور پوچھا... میں ہوں کہاں... کس علاقے میں ہوں... تب مجھے پتا چلا... میں تو اس شہر سے کئی شہر آگے پہنچا ہوا تھا... خیر انہوں نے مجھے لباس دیا... پیسے دیے... میں گاڑی

میں بیٹھ کر یہاں پہنچا... میں سوچ رہا تھا... میرے گھر کے لوگ مجھے دیکھ کر کس قدر خوش ہوں گے... کتنا اچھلیں گے... کتنا شور مچائیں گے... کیونکہ وہ تو یہی خیال کیے بیٹھے ہوں گے کہ میں دریا میں ڈوب کر مر چکا ہوں... انہی خیالات میں چکراتا آخر میں اپنے گھر کے دروازے پر پہنچ گیا... میں نے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اپنے گھر کو دیکھا... میرا گھر جوں کا توں تھا۔ ہر چیز بالکل اسی طرح تھی... کچھ بھی تو نہیں بدلا تھا... یہ بات میں نے اس وقت محسوس کی... تھوڑی دیر بعد تو مجھے ہر چیز بدلی ہوئی محسوس کی... میں نے جب دستک دی... تو میرا ملازم صابر باہر نکلا... اس نے سمجھا... دروازے پر کوئی بھکاری کھڑا ہے... فوراً بولا۔

"معاف کرو بابا۔"

"تم نے مجھے پہچانا نہیں صابر۔"

اس نے چونک کر مجھے دیکھا... گھورا... پھر سخت لہجے میں اس نے کہا۔

"کون ہو تم... اور مجھے کیسے جانتے ہو۔"

"حد ہو گئی... ارے بھئی... یہ میں ہوں... الطاف غالب۔"

"جی... کیا کہا... الطاف غالب... گھاس تو نہیں کھا گئے... الطاف غالب تو اندر موجود ہیں۔" اس نے جھلا کر کہا۔

"کیا... کیا کہا... الطاف غالب اندر موجود ہیں۔" میں چلا

اٹھا۔

"ہاں! لیکن تم کون ہو اور اپنا نام الطاف غالب کیوں بتا رہے ہو۔"

"اس لیے کہ میں الطاف غالب ہوں ... اندر جو شخص الطاف غالب بنا بیٹھا ہے ... وہ کوئی فراڈ ہے، میں تو دریا میں ڈوب کر مر گیا تھا... صابر یاد کرو... میں نو جولائی کو دریا کی سیر کرنے نکلا تھا..."

"نو جولائی کو... نو جولائی تو آج ہے... پاگل آدمی۔" صابر نے جل کر کہا۔

"اوہ ... صابر ... تم سمجھتے کیوں نہیں ... میں ہی الطاف غالب ہوں ... اندر کوئی فراڈ ہے ... اچھا پہلے تم میری پوری بات سنو۔"

"کوئی ضرورت نہیں ہے... تم پاگل ہو... یا کوئی چکر چلانا چاہتے ہو۔"

"نن نہیں ... نہیں ... میں نے نو جولائی کو جاتے وقت تم سے ایک جملہ کہا تھا... میں وہ جملہ بتا سکتا ہوں... جبکہ اندر موجود فراڈ انسان وہ جملہ نہیں بتا سکتا... تم امتحان کر لو... صابر... میں نے تم سے کتنے اچھے اچھے سلوک کیے ہیں... تمہارے بچوں کے لیے اور تمہاری بیوی کے لیے کیا کچھ نہیں کیا... آج تم سب بھول گئے..."

"نہیں... میں کچھ نہیں بھولا... لیکن الطاف غالب صاحب اندر موجود ہیں... اور تم... الطاف غالب کیسے ہو سکتے ہو... کبھی تم

نے آئینے میں اپنی شکل دیکھی ہے... میں نے تو اتنا بد صورت انسان آج پہلی بار دیکھا ہے..."

"میرا چہرہ... میرے ہاتھ ... پیر ... اور جسم کے کئی دوسرے حصے مچھلیوں نے کھا لیے تھے صابر... میری بات پر غور کرو..."

"یار جاؤ... کسی اور کو پاگل بناؤ۔"

یہ کہہ کر وہ اندر چلا گیا... اس نے دروازہ بند کر لیا... میں دھک سے رہ گیا... میں نے پھر گھنٹی بجائی... بار بار بجائی تو تنگ آکر وہ پھر نکلا... میں اسے دیکھتے ہی چلایا۔

"تم میری بات پر یقین نہیں کرتے... نہ کرو... میرے بچوں کو بلاؤ... میں انہیں اپنی کہانی سناؤں گا... بلاؤ احسن کو... بلاؤ محسن کو فریحہ کو... بلاؤ مدیحہ کو۔"

وہ میرے منہ سے یہ نام سن کر حیرت زدہ رہ گیا... لیکن پھر ہنس کر بولا۔

"یہ کوئی مشکل نہیں... آس پاس سے یہ معلوم کر لینا کہ یہاں کون کون رہتا ہے... کچھ مشکل نہیں... اور تم نے یہ کیوں نہیں کہا... بلاؤ میری بیگم کو۔"

"وہ... وہ فوت ہو گئی تھیں... جون کے مہینے میں... ان کی وفات کی وجہ سے ہی تو میں بہت اداس رہتا تھا... اور میں بار بار دریا کی سیر کو نکل جاتا تھا..."

"ارے بھائی .. پاگل بھائی .. الطاف غالب اندر موجود ہیں.. ان کی موجودگی میں تمہاری یہ دال کسی طرح نہیں گل سکتی۔"
اس وقت میں نے محسوس کیا... وہ ٹھیک کہہ رہا تھا... پھر بھی میں نے اس سے درخواست کی کہ وہ بچوں کو بلائے... وہ اندر چلا گیا اور کسی کو باہر نہ بھیجا... پھر میں نے بار بار گھنٹی بجائی... آخر بچوں نے صابر سے پوچھا... دروازے پر کون ہے... جو باز نہیں آرہا... اس وقت اسے بتانا پڑا اور بچے ہنستے ہوئے باہر آئے...

ایک سال بعد میں نے اپنے چاروں بچوں کو دیکھا... بالکل تروتازہ تھے... خوش تھے... جیسے انہیں دنیا کا کوئی غم نہ ہو... میں نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے بچو... مجھے پہچانو... میں تمہارا باپ ہوں... الطاف غالب۔"

"ہاہاہا... ہاہاہا۔" میرے بچے قہقہے لگانے لگے...

میں چکرا گیا... انہیں کس طرح بتاؤں، کس طرح یقین دلاؤں... ایسے میں ایک آواز سنائی دی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔"

آواز الطاف غالب کی تھی... یعنی میری اپنی... میں نے چونک کر دیکھا... میرے سامنے "میں" کھڑا تھا۔

اس کی کہانی

میں نے اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھا... وہ بالکل مجھ سا تھا... یعنی جیسا میں ڈوبنے سے پہلے تھا... اس وقت میں جان گیا..
نچ سے مجھے دھکا دینے والا یہی تھا... اور اب یہ میرے روپ میں
اں رہ رہا ہے... میری کوٹھی پر قابض ہو چکا ہے ... میرے
رخانے کا مالک بن چکا ہے... اور تو اور یہ تو میرے بچوں کا باپ بھی بن
تھا ہے۔"

"کون ہو تم۔" اس نے چیخ کر کہا۔

"میں ہوں الطاف غالب۔"

"کیا مطلب؟"

"اس کوٹھی کا مالک... جوتوں کے کارخانے کا مالک... ان
وں کا باپ... جو نو جولائی کو دریا کی سیر کو نکلا تھا گزشتہ سال... اپنی
نچ پر جب میں دریا کے بیچوں بیچ پہنچا تو کسی نے میرے سر پر وار کیا...
یں دریا میں گر گیا... دریا میں ان دنوں سیلاب تھا... لیکن میں
میروں کے جال میں پھنس گیا... بہت دور آگے جا کر... ان لوگوں
نے مجھے نکال لیا... میرا علاج کرایا... میرے جسم کو جگہ جگہ سے

مچھلیوں نے کھالیا تھا... ان لوگوں نے میرا علاج کرایا... اور میں کئی
مہینے کے بعد ٹھیک ہو سکا... اب یہاں آیا ہوں تو یہاں اندر ایک عدد
الطاف غالب موجود ہیں... وائے قدرت۔"

"یہ ضرور کوئی فراڈ ہے... یا پھر پاگل... اسے پولیس کے
حوالے کرنا پڑے گا... کیا خیال ہے۔"

"بالکل ٹھیک کہا ڈیڈی۔" مدیحہ نے فوراً کہا۔

میرا دل پگھل سا گیا اس کی بات سن کر... پھر میں نے ان
سے کہا۔

"میں خود ہی چلا جاتا ہوں ... آپ پولیس کو زحمت نہ
دیں۔"

میں وہاں سے ہٹ آیا... پھر پولیس اسٹیشن گیا... لیکن انہوں
نے میری کہانی نہیں سنی... میں تنگ آگیا... اب میں شہر میں بھٹکتا
پھرتا ہوں۔"

"ہوں... لیکن اب آپ رہتے کہاں ہیں۔"

"ایک غریب آدمی نے ترس کھا کر اپنے مکان میں مجھے
رہنے کی اجازت دی ہے... وہ مجھے دو وقت کی روٹی دے دیتا ہے۔"

"لیکن کیوں... کیا آپ کوئی کام نہیں کرنا جانتے۔"

"جوتے بنانا جانتا ہوں۔"

"تو آپ نے یہ کام کیوں شروع نہیں کیا۔"

"میرا ارادہ ہے... میں نے دو چار جگہ ملازمت حاصل

کرنے کی کوشش بھی کی ہے... لیکن اب تک میں پاگل مشہور ہو چکا
ہوں... کوئی مجھے ملازمت دینے کو تیار نہیں... میرا چہرہ بہت بدنما
ہو گیا ہے نا۔"

"خیر... اس سلسلے میں ہم آپ کی مدد کریں گے... پہلے تو
آپ اس شخص کا نام بتائیں... جہاں اب آپ رہتے ہیں... پھر اپنی
کوٹھی کا پتا بتائیں۔"

"لیکن کیوں... آپ بھلا اس سلسلے میں کیا کریں گے۔"

"اگر آپ سچے ہیں... تو ہم آپ کو آپ کا حق دلوانے کی
پوری پوری کوشش کریں گے، آپ کو آپ کی کوٹھی، کار، کارخانے
اور بینک بیلنس واپس دلوا سکتے ہیں..."

"یہ آپ نے کیا کہا... اگر آپ سچے ہیں... تو کیا میں جھوٹا
بھی ہو سکتا ہوں۔" اس نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں! اس میں شک نہیں۔" فاروق مسکرایا۔

"جی... کیا مطلب... میں سمجھا نہیں۔"

"فرض کیا... نو جولائی کو ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا تھا... لیکن
کسی کے شیطانی ذہن میں ایک ایسا منصوبہ آگیا... لہٰذا آپ کو اس حلیے
میں بھیجا گیا... کہ پہلے آپ پاگل بن کر لوگوں کی ہمدردیاں حاصل
کریں... پھر یہ شور مچائیں... کہ میں ڈوب گیا تھا... اور یہ کہ میں
دراصل الطاف غالب ہوں۔"

"مہربانی فرما کر یہاں سے چلیں جائیں... مجھے آپ کی مدد

نہیں چاہیے۔" اس نے برا مان کر کہا۔

"آپ محسوس نہ کریں.... جب اس کیس پر کام شروع ہوگا..
تو ایسی ایسی باتیں سننا پڑیں گی..." محمود نے نرم آواز میں کہا۔

"لیکن بھلا آپ کیا کریں گے۔"

"آپ اس بات کو چھوڑیں... اس آدمی کا پتا بتائیں اور اپنی
کوٹھی کا بھی۔"

"اس غریب آدمی کا نام ہے سلیم خان... پتا ہے 504 ڈی
بلاک ... راجہ بازار ... اور میری کوٹھی ماڈرن سوسائٹی میں واقع
ہے... کوٹھی نمبر 909۔"

"شکریہ!!" محمود نے یہ دونوں پتے نوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کس وقت گھر جائیں گے۔"

"گھر... کیا مطلب۔"

"اوہ ہاں! میرا مطلب ہے... اس غریب آدمی کے گھر۔"

"رات کے وقت ہی جاتا ہوں میں... تاکہ اسے میری وجہ
سے تکلیف نہ ہو۔"

"اور کھاتے پیتے کہاں سے ہیں۔"

"وہ زبردستی میرے سامنے کھانا رکھ دیتا ہے... اگرچہ وہ خود
بہت غریب ہے... لیکن پھر بھی صبح، رات وہ دونوں وقت مجھے کھانا
ضرور دیتا ہے... خود بھی وہ دونوں ٹائم ہی کھاتا ہے... اور جب میں گھر جاتا
ہوں تو وہ ابھی آیا نہیں ہوتا... رات کے وقت آتا ہے..."

"اس کا مطلب ہے... آپ دونوں رات کا کھانا دیر سے
کھاتے ہیں۔"

"ہاں! آتے ہوئے وہ بازار سے لے آتا ہے۔"

"کیا وہ اکیلا ہے..."

"ہاں! بالکل۔" اس نے بتایا۔

"اچھی بات ہے... ہم رات کے وقت آپ کے پاس آئیں
گے اور اس سے بات کریں گے۔"

"اس سے کیا مطلب... یعنی آپ اس بے چارے سے کیا
بات کریں گے۔"

"آپ کے بارے میں پوچھیں گے۔"

"وہ یہی کچھ بتائے گا... جو میں نے بتایا ہے... لہٰذا مہربانی
فرما کر آپ اس سے نہ پوچھیں۔"

"تب پھر ہم کس سے پوچھیں۔"

"کچھ پوچھنا ہی ہے... تو اس سے پوچھیں... جو الطاف غالب
[illegible]شا ہے..."

"ہم اس سے بھی بات کریں گے... لیکن پہلے ہم سلیم خان
سے بات کرنا ہی پسند کریں گے۔"

"آپ کی مرضی۔" اس نے کہا۔

"ہم رات کے وقت آئیں گے... کیونکہ رات سے پہلے تو وہ
[illegible] نہیں۔"

"ہاں! یہ تو ہے۔" اس نے کہا۔

"بس تو پھر... اب رات کو ملاقات ہوگی۔"

"میں نہیں سمجھتا... آپ میرے لیے کچھ کر سکتے ہیں۔"

اور پھر وہ وہاں سے گھر کی طرف روانہ ہوئے، اس لیے کہ گھر جانے کا وقت ہو گیا تھا... دونوں اسی کے خیال میں گم تھے... گھر پہنچے تو وہ چند منٹ لیٹ ہو چکے تھے اور انسپکٹر جمشید آ چکے تھے... فرزانہ نے انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھا:

"کہاں رہ گئے تھے۔"

"پارک میں ایک پاگل سے ملاقات ہو گئی تھی..."

"اوہ! تب تو شکر ہے... تم پہنچ تو گئے... ویسے یہ پاگل سے ملاقات کرنے کی کیا سوجھ گئی تھی۔" فرزانہ نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ہمیں نہیں سوجھی... بلکہ سوجھی تو اسے بھی نہیں... اس نے تو اپنی عادت کے مطابق بات کی تھی... یہ کہ میں دریا میں ڈوب کر مر گیا تھا۔" محمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب... دریا میں ڈوب کر مر گیا تھا... یہ کیا بات ہوئی۔"

"یہی بات پوچھنے کے لیے ہم نے اس سے ملاقات کر لی... ویسے اس کی کہانی ہے بہت دلچسپ... اگر سننا چاہو۔" فاروق نے کہا۔

"چائے کے دوران سن لینے میں کیا حرج ہے۔"

"کیا آپ بھی سننا پسند کریں گے ابا جان۔"

"نہیں بھئی... مجھے پاگلوں کی کہانیوں سے کوئی دلچسپی نہیں... ان کے پاگل پن کے پیچھے ایک ہی وجہ ہوتی ہے... یہ کہ ان کے کسی رشتے دار نے جائیداد وغیرہ ہتھیالی ہوتی ہے... اس غم میں وہ پاگل ہو جاتے ہیں۔"

"اوہ!" دونوں کے منہ سے نکلا۔

"کیوں... کیا اس کی کہانی بھی ایسی ہی ہے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"نہیں... قدرے مختلف ہے۔"

"چلو پھر تو میں بھی سن لوں گا۔"

"اور خاص طور پر میں... اس لیے کہ مجھے پاگلوں کی کہانیوں سے بہت دلچسپی ہے۔" بیگم جمشید باورچی خانے سے نکلتے ہوئے بولیں... ان کے ہاتھوں میں چائے کی ٹرے تھی۔

"جی ضرور... کیوں نہیں۔"

اور پھر چائے کے دوران محمود نے اس پاگل کی ساری کہانی تفصیل سے سنا دی... اس کے خاموش ہونے پر انہوں نے اپنے والد کی طرف دیکھا... وہاں الجھن کے آثار تھے۔

"وہ اگر سچا ہے... تب تو یہ ہمارا کیس بن جاتا ہے... اس کے ساتھ بہت بڑا دھوکا ہوا ہے... اس کے گھر میں جو شخص الطاف غالب ہے... وہ مجرم ہے... اور اسے اس کے جرم کی سزا ملنا چاہیے۔"

"یہی ہمارا ارادہ ہے۔" محمود مسکرایا۔

"لیکن وہ پاگل سو فیصد جھوٹا بھی تو ہو سکتا ہے... یہ الطاف غالب کے خلاف کوئی سازش بھی تو ہو سکتی ہے۔"

"لیکن ابا جان... پاگل اس کے مقابلے میں کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں ہے... یہی تو ہم نے اس سے معلوم کرنے کی ٹھانی ہے۔"

"اس پہلو پر غور کرو۔" وہ مسکرائے۔

"جی کیا مطلب؟"

"اسے معلوم ہے... تم کون ہو اور پارک میں کبھی کبھی آتے ہو... لہٰذا اس نے پندرہ بیس دن پہلے پاگل پن کا ڈراما شروع کیا... لوگوں سے کہتا پھرا... میں دریا میں ڈوب کر مر گیا تھا... اس طرح آخر تم پارک میں پہنچے... اس نے تم سے بھی یہی کہا اس لیے کہ وہ جانتا ہے... تم لوگ اس قسم کے معاملات میں دلچسپی لیے بغیر نہیں رہتے۔"

"ہوں... آپ کی باتوں میں وزن ہے... مطلب یہ کہ اگر کوٹھی والا الطاف غالب فراڈ ہو سکتا ہے... تو بالکل اسی طرح یہ پاگل بھی فراڈ ہو سکتا ہے۔"

"ہوں... بالکل۔" انہوں نے سوچ میں گم ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ اس بارے میں غور کر رہے ہیں۔"

"ہاں... میرا خیال ہے... اگر میں اس سے ملاقات کر لوں تو یہ اندازہ ہو جائے گا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔"

"تب پھر آپ ہمارے ساتھ چلیں۔"

"ابھی نہیں... پہلے تم اس سے مل لو... پھر کوٹھی کا چکر لگا لو... اس کے بعد اگر میری ضرورت محسوس ہوئی تو بتا دینا... میں اس سے مل لوں گا۔"

"یہاں ایک سوال یہ ہے کہ اگر کوٹھی والا الطاف نقلی ہے.. تو گھر کے افراد کو اب تک کیوں پتا نہیں چلا... کیا وہ اتنا بڑا اداکار ہے.. اس قدر ماہر ہے اور پھر اس کے چہرے پر تو میک اپ بھی ہو گا... ہم اس کے چہرے پر میک اپ ثابت کر کے اسے جھوٹا قرار دے سکتے ہیں۔"

"اور اگر اس نے پلاسٹک سرجری کرا لی ہو۔"

"ہاں! اس صورت میں ہم میک اپ ثابت نہیں کر سکیں گے... لیکن پھر اسے دوسرے طریقوں سے جھوٹا ثابت کیا جا سکتا ہے... مثلاً ہم پاگل سے اس کی اور اس کے گھر کے افراد کی بے شمار باتیں پوچھ سکتے ہیں... جو نقلی آدمی نہیں بتا سکتا۔"

"ہوں... خیر... پہلے ہم سلیم خان سے بات کر لیں۔"

انہوں نے سر ہلا دیا... رات نو بجے وہ سلیم خان کے گھر پہنچ گئے... پاگل بھی وہیں تھا اور اس نے سلیم خان کو ان کے بارے میں بتا دیا تھا۔

"میں آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا... آیئے بیٹھیے۔" اس نے کہا۔

انہوں نے دیکھا... سلیم خان ایک سیدھا سادھا مزدور پیشہ

آدمی تھا... اس کے چہرے پر انہیں کوئی چالاکی والی کے آثار نظر نہ آئے۔

"یہ آپ کو کہاں ملے..." محمود نے پوچھا۔

"ایک دن راستے میں ملے تھے... کہنے لگے... میں دریا میں ڈوب کر مر گیا تھا... میرے پاس رہنے کی جگہ نہیں... رات کو سونے تک کی جگہ نہیں... میں اس دنیا میں اکیلا ہوں... اور گھر میں کوئی ایسی چیزیں نہیں ہیں... جن کے چوری ہو جانے کا ڈر ہو... لہٰذا میں انہیں اپنے گھر لے آیا... ان کی کہانی جھوٹی ہے یا سچی... مجھے اس سے کیا... اگر یہ کوئی ڈراما کر رہے ہیں... تو بھی میرے ہاتھ صاف ہیں... میں نے تو بس انسانی ہمدردی کے تحت انہیں پناہ دی ہے... اور بس... میں نہیں جانتا... یہ واقعی الطاف غالب ہیں... یا کیا ہیں..." یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

"آپ واقعی ایک اچھے انسان ہیں... دوسروں کی مدد بغیر کسی لالچ کے کرنے والے ہی اچھے انسان ہوتے ہیں..." محمود بولا...

انہوں نے اس کے گھر کا جائزہ بھی لیا... آخر اسی نتیجے پر پہنچے کہ سلیم خان کا کسی طرح بھی جرائم سے کوئی تعلق نہیں ہے... تاہم انہوں نے ان دونوں کی انگلیوں کے نشانات کاغذ پر لے لیے... ایسا کرتے وقت سلیم خان کہہ اٹھا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے... کیا آپ مجھ پر شک کر رہے ہیں۔"

"نہیں... لیکن یہ ہمارا طریقہ ہے... ہم کوئی پہلو چھوڑتے نہیں... ہم الطاف غالب کو ٹوکنے سے پہلے آپ دونوں کے بارے میں اپنا اطمینان کر لینا چاہتے ہیں۔"

"کوئی حرج نہیں۔" سلیم خان نے کہا۔

نشانات لے کر وہ وہاں سے لوٹ آئے... وہ نشانات انہوں نے اکرام کے حوالے کر دیے... دوسرے دن اکرام کی طرف سے انہیں رپورٹ مل گئی... اس میں لکھا تھا... ریکارڈ میں یہ نشانات موجود نہیں ہیں... گویا ان کے ریکارڈ کے مطابق بھی وہ جرائم پیشہ افراد نہیں تھے...

"اس کا مطلب ہے... کوٹھی میں جو الطاف غالب ہے... وہی مجرم ہے۔"

"بھئی اس قدر جلد نتیجے نہ نکالو.... ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا..." انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیوں ابا جان! کیا اب بھی اس بات کا امکان باقی ہے کہ یہ دونوں فراڈ ہو سکتے ہیں۔"

"ہاں! بالکل... منصوبہ بنانے والے بہت سوچ سمجھ کر ہی منصوبے بناتے ہیں..."

"ہم آج شام الطاف غالب کی کوٹھی جا رہے ہیں۔"

"ضرور جاؤ... دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہونا ہی چاہیے۔" انسپکٹر جمشید نے ان کی تائید کی۔

اور پھر وہ الطاف غالب کی کوٹھی کے سامنے پہنچ کر اپنی کار
سے اترے... انہیں یہ سب بہت عجیب لگ رہا تھا... محمود نے آگے
بڑھ کر دستک دی... فوراً ہی دروازہ کھلا... ایک نو عمر لڑکا باہر نکلا...
اس نے انہیں حیرت بھری نظروں سے دیکھا۔

"جی فرمایئے..."

"ہمیں الطاف صاحب سے ملنا ہے۔"

"کیا کام ہے؟"

"جی بس... ہم ان سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے... آیئے۔"

لڑکا انہیں ڈرائنگ روم میں لے آیا... وہاں بٹھا کر چلا گیا...
پھر انہوں نے قدموں کی آواز سنی... انہوں نے اس پاگل کے قد و
قامت اور ڈیل ڈول والے آدمی کو اندر آتے دیکھا۔

"السلام علیکم!" آتے ہی اس نے کہا۔

"وعلیکم السلام... کیا آپ الطاف غالب ہیں۔"

"جی ہاں! فرمایئے... کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"پہلے یہ ہمارے کارڈ دیکھ لیں۔"

انہوں نے کارڈ اس کے سامنے کر دیے... ان کو دیکھ کر وہ
چونکا... چہرے پر الجھن دوڑ گئی۔

"جی فرمایئے... کیا معاملہ ہے۔"

"ایک شخص کا دعویٰ ہے... کہ اس گھر کا... کوٹھی کا مالک

اور جوتوں کے کارخانے کا مالک وہ ہے۔"

"اوہ سمجھا... تو وہ پاگل آپ تک بھی پہنچ گیا۔" وہ ہنسا۔

"جی... جی ہاں... یہی سمجھ لیں۔"

"آپ بھی کس پاگل کی باتوں میں آگئے... ارے صاحب میں
نے تحقیقات کرائی ہیں... نواب گڑھ میں ایک پاگل خانہ ہے... وہ اس
پاگل خانے سے بھاگا ہوا ہے... میں نے ان سے درخواست کی تھی کہ
وہ اسے پھر سے پکڑ کر پاگل خانے میں بند کر دیں... لیکن انہوں نے
بتایا کہ اب پاگل خانے میں جگہ نہیں ہے... کچھ پاگل جب فارغ
ہو جائیں گے تو وہ اپنے عملے کے ذریعے پکڑ بلوائیں گے... تاہم
انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ پاگل بالکل عام قسم کا ہے... اس سے کوئی
خطرہ نہیں ہے..." اس نے روانی کے عالم میں کہا۔

"اوہو اچھا... آپ پاگل خانے کی رپورٹ دکھا سکتے ہیں
ہمیں۔"

"ہاں! کیوں نہیں... میں ابھی لاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ اٹھا اور چلا گیا... ایسے میں فاروق کی نظر ڈرائنگ
روم کی ایک چیز پر پڑی... وہ بہت زور سے اچھلا۔

نشانات

"کیا ہوا بھئی... خیر تو ہے..." محمود نے اسے گھورا۔

"وہ دیکھو... الطاف غالب کی تصویر..." فاروق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

ان کی نظریں تصویر پر جم گئیں... پھر وہ بھی زور سے اچھلے۔

"یہ... یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں... اس تصویر کے چہرے پر تو کوئی سیاہ تل نہیں ہے... جب کہ اس گھر میں جو الطاف موجود ہے اس کے چہرے پر ایک عدد سیاہ تل موجود ہے..."

"تب تو مسئلہ حل ہو گیا... یہ نقلی ہے۔"

"اس قدر جلد فیصلہ نہ کرو... پہلے اس سے بات کر لو۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیوں ابا جان... کیا یہ بات اہم نہیں ہے۔"

"اہم تو ہے... لیکن غیر اہم بھی ہو سکتی ہے... اس لیے کہ تل صرف پیدائشی ہی نہیں ہوتے... زندگی کے کسی حصے میں بھی نکل سکتے ہیں... دراصل یہ تل بھی کسی بیماری کے نتیجے میں نکل سکتے ہیں۔"

"اوہ... اس صورت میں تو واقعی۔" محمود کے الفاظ درمیان میں رہ گئے۔

اسی وقت الطاف غالب اندر داخل ہوا تھا... اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی... اس نے فائل کھول کر ان کے سامنے رکھ دی۔ وہ اس پر جھک گئے... فائل میں پاگل کی تصویر موجود تھی... اس کی تفصیلات درج تھیں کہ وہ کب نواب گڑھ کے پاگل خانے میں داخل ہوا... کب بھاگا اور اس کا حلیہ وغیرہ...

"کیا یہ رپورٹ ہم رکھ سکتے ہیں... چند دن تک... بطور امانت، آپ کو واپس مل جائے گی۔"

"جی ضرور... کیوں نہیں۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔

"شکریہ! اب ہم چلیں گے۔"

"ارے ارے... ابھی تو آپ نے چائے بھی نہیں پی... میں آپ کے لیے چائے کا کہہ چکا ہوں۔"

"نہیں... شکریہ... ہم اس وقت چائے نہیں پی سکتے... ہمارا چائے پینے کا وقت مقرر ہے... ویسے ہمیں یہاں پھر آنا پڑے گا... آپ کی فائل لوٹانے اور آپ کے بچوں سے چند سوالات کرنے کے لیے۔"

"ضرور... کیوں نہیں... چلیے میں آپ کو دروازے تک چھوڑ آتا ہوں۔"

"اس کی ضرورت نہیں... آپ ملازم کو ساتھ بھیج دیں۔"

"ہمارے ہاں اب ملازم نہیں ہے... جب سے اختر جان

چوری کر کے فرار ہوا ہے... میں نے دوسرا ملازم نہیں رکھا..."

"اوہ... تو آپ کا ملازم آپ کے گھر میں چوری کر کے فرار ہو گیا تھا..."

"جی ہاں... لیکن ہم نے اس کے خلاف رپورٹ درج نہیں کرائی تھی... اس لیے کہ اس نے اس گھر کی کافی خدمت کی تھی... اور زیادہ نقدی لے کر وہ بھاگا نہیں تھا... شاید اسے کوئی اور زیادہ تنخواہ والی ملازمت مل رہی تھی... اس نے سوچا' جاتے ہوئے خالی ہاتھ کیوں جائے... ویسے اچھا ہی ہوا... تمام دن چائے پیتا رہتا تھا۔"

"لیکن آپ کو چوری کی رپورٹ ضرور درج کرانی چاہیے تھی... اس لیے کہ اب وہ جہاں ملازمت کر رہا ہے... وہاں وہ بڑی چوری کر سکتا ہے۔"

"اوہ... مجھے یہ خیال نہیں آیا۔"

"خیر... چھوڑیں..."

اور وہ وہاں سے نکل آئے... وہاں سے سیدھے سلیم خان کے گھر پہنچے... پاگل سے ملاقات کی۔

"کیا آپ کے ہاں کوئی ملازم اختر جان نام کا بھی تھا۔"

"ہاں! وہ چوری کر کے بھاگ گیا تھا۔"

"کیا آپ نے اس کے خلاف رپورٹ درج کرائی تھی۔"

"نہیں... میں نے سوچا... اس نے گھر کی کافی خدمت کی ہے... لمبی چوڑی رقم لے کر تو بھاگا نہیں تھا... بس اسی خیال سے

رپورٹ درج نہیں کرائی تھی۔"

"حیرت ہے... کمال ہے... افسوس ہے۔" فاروق بولا۔

"کیوں... کیوں... کیوں۔" پاگل نے گھبرا کر کہا۔

"بالکل یہی بات ملازمت کے بارے میں الطاف غالب نے بتائی ہے۔"

"الطاف غالب میں ہوں۔" اس نے جل کر کہا۔

"میرا مطلب ہے... اس الطاف نے... جو اس وقت کوٹھی کا مالک بنا بیٹھا ہے۔" فاروق جلدی سے بولا۔

"ہاں! اب آپ نے درست جملہ بولا... کیا نتیجہ رہا ملاقات کا۔"

"یہ فائل دیکھ لیں ذرا۔"

انہوں نے فائل اس کے سامنے رکھ دی... اس نے فائل کو دیکھا... پھر نفرت زدہ انداز میں بولا۔

"یہ رپورٹ جھوٹی ہے... فرضی ہے' بنائی ہوئی ہے۔"

"اس کی تو خیر تصدیق میں کل تک کرالوں گا۔"

"جی... یہ تو بہت اچھی بات ہے' اس طرح دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔

"ہوں ٹھیک ہے... اچھا یہ بتائیں... آپ کے اس جگہ کوئی تل تھا۔" انہوں نے چہرے پر اس جگہ انگلی رکھ کر پوچھا جہاں الطاف کے چہرے پر تل نظر آیا تھا۔

"نہیں... میرے چہرے پر تل نہیں تھا... نہ ہے۔"

"وہاں ڈرائنگ روم میں تصویر آپ کی لگی ہوئی ہے۔"

"ظاہر ہے... تصویر تو میری ہی ہو گی... کیونکہ اس گھر میں میرے بچے تو رہتے ہی ہیں... وہ تو گھر چھوڑ کر نہیں چلے گئے... کہ تصویر کوئی بدل دیتا۔"

"جواب معقول ہے... کوٹھی میں جو الطاف ہے... اس کے چہرے پر سیاہ تل ہے..."

"جی ہاں! میں نے یہ چیز نوٹ کی تھی... آپ میرے چچا سے پوچھیں... گزشتہ سال تک میرے چہرے پر تل نہیں تھا۔"

"یہ آپ کے حق میں ثبوت تو بنتا ہے... لیکن چہرے پر تل نکل بھی سکتا ہے... اس لیے فی الحال ہم اس ثبوت کو آپ کے حق میں خیال کر لیتے ہیں... اس پر بات نہیں کریں گے... کیونکہ اس کا جواب یہی ہو گا کہ یہ میرے ایک آدھ سال پہلے ہی نکلا ہے۔"

"اوہ... اوہ۔" اس نے پریشان ہو کر کہا۔

"آپ کو معلوم ہونا چاہیے... اگر وہ الطاف فراڈ ہے... تو اس نے ہر طرح کا انتظام کر رکھا ہو گا..."

"اوہو... میرے ذہن میں ایک اور بات آتی ہے۔" اس نے پرجوش انداز میں کہا۔

"اور وہ کیا... ویسے یہ اچھی بات ہے کہ اس حالت میں آپ کے ذہن میں ایک بات آتی ہے۔ اگر ایک بھی نہ آئے تو ہم

چارے تو مارے جائیں گے بے موت۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"جی... کیا مطلب... میں سمجھا نہیں۔"

"اوہ چھوڑیں... آپ یہ بتائیں... آپ کے ذہن میں کیا بات آتی ہے۔"

"میری فیکٹری میں جو کاغذات ہیں... فیکٹری کی ملکیت وغیرہ کے... ان میں میری انگلیوں کے مکمل نشانات ہیں... یہ اس لیے لگائے جاتے ہیں کہ کوئی اور فیکٹری کی ملکیت کا دعویٰ کر بیٹھے تو ان نشانات سے اسے جھوٹا ثابت کیا جا سکے۔"

"بہت خوب! لیکن یہ بات آپ کے ذہن میں پہلے کیوں نہیں آئی۔"

"آئی ہے... بار بار آئی ہے... لیکن مجھے اب تک صرف پاگل خیال کیا جاتا رہا ہے... میں تصدیق کس سے کراتا... کیسے کراتا... پولیس تک نے میری بات نہیں سنی۔"

"ہوں یہ تو ہے... خیر... ہم اس کی تصدیق بھی کراتے ہیں اور پاگل خانے والی فائل کی بھی... آپ اگر یہاں کوئی دقت محسوس کرتے ہوں تو ہمارے گھر چلیے۔"

"نہیں... سلیم خان کی وجہ سے مجھے بہت آرام ملا... سکون ملا ہے... اور سچ تو یہ ہے کہ اگر سلیم خان نے مجھے سہارا نہ دیا ہوتا... اپنے گھر میں پناہ نہ دی ہوتی... تو شاید میں واقعی پاگل ہو جاتا... یہ پڑھا لکھا آدمی ہے... کافی پڑھا لکھا... لیکن آج کل حق داروں کو اچھی

ملازمتیں نہیں ملتیں... سفارشیوں کو ملتی ہیں یا رشوت دینے کے قابل
لوگوں کو ملتی ہیں... اس لیے بے چارہ محنت مزدوری کرتا ہے۔"

"یہ جان کر افسوس ہوا... ہم ان کے لیے بھی کوشش کریں
گے۔"

"لیکن جناب... اب میں اس محنت مزدوری میں ہی خوش
ہوں... میں سچ کہتا ہوں، محنت مزدوری کا اپنا ہی ایک مزا ہے... رات
کو اس قدر گہری نیند آتی ہے... کہ دولت مندوں کو اپنے فوم کے
گدوں پر کبھی نہیں آسکتی۔"

"اس میں تو خیر شک نہیں... خیر... آپ کی مرضی۔" وہ
مسکرا دیے۔

اب وہ گھر آگئے... انہوں نے خفیہ فورس کے ایک کارکن کو
نواب گڑھ فون کیا... اسے اس فائل کے بارے میں پوری تفصیل
نوٹ کرائی... اور چیکنگ کرنے کی ہدایت دی... دوسرے دن
رپورٹ مل گئی... پاگل خانے کے منیجر نے اس فائل کی تصدیق کی تھی
اور بتایا تھا کہ یہ پاگل ان کے پاگل خانے سے بھاگا ہوا ہے۔

یہ رپورٹ پڑھ کر انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"یہ شخص تو پاگل ثابت ہو گیا... گویا اب ہمیں پاگل بنا رہا
ہے۔" فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"ایسا ہی لگتا ہے... خیر... اگر یہ کوئی سازش ہے... تو بھی ہم
اسے گرفتار کر کے جیل بھجوائیں گے... وہاں پھر یہ لوگوں سے کہتا

پھرے گا... ہم... میں... دریا میں ڈوب کر مر گیا تھا۔" محمود نے جھلائے
ہوئے انداز میں کہا... اور وہ مسکرا دیے۔

"لیکن بھئی... ابھی ہم نے اپنا کام مکمل نہیں کیا... ہمیں
بہر حال کارخانے کی فائلوں کو دیکھنا پڑے گا... اس پر انگلیوں کے
نشانات دیکھنا ہوں گے... یہ کام اب ہم صبح کریں گے... اس وقت تو
کارخانے میں منیجر وغیرہ تو ہوں گے نہیں۔"

"گویا بات کل پر گئی۔" فرزانہ بول اٹھی۔

"شکر کرو... صرف کل پر گئی... پرسوں پر نہیں گئی۔"
فاروق مسکرایا۔

"ہے کوئی تک اس بات کی۔" فرزانہ جھلا اٹھی۔

"نہیں... ہے تو نہیں... کوشش کروں گا کہ ہو جائے۔"

"کیا ہو جائے۔" انسپکٹر جمشید بے خیالی کے عالم میں بولے۔

"جی... تک... اور کیا۔"

"حد ہو گئی۔" انہوں نے جھلا کر بالکل فاروق کے انداز میں
کہا... اور وہ مسکرانے لگے۔

دوسرے دن وہ جوتوں کی فیکٹری پہنچ گئے... انہوں نے
دیکھا، وہ ایک بڑی فیکٹری تھی اور کافی طول اور عرض میں پھیلی نظر
آرہی تھی... دروازے پر دو مسلح پہرے دار موجود تھے... انہوں نے
اپنا کارڈ دکھایا اور بتایا کہ منیجر سے ملنا چاہتے ہیں... پہرے دار نے کارڈ
اندر بھیج دیا... جلد ہی ایک ملازم انہیں اندر لے گیا... شیشے کی دیواروں

والے ایک کمرے میں انہیں لایا گیا۔ یہاں ایک نوجوان اور خوب صورت آدمی میز کے دوسری طرف بیٹھا نظر آیا... میز پر فائلوں کی قطاریں لگی تھیں۔

"آپ منیجر ہیں اس فیکٹری کے۔"

"جی ہاں! فرمایئے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"ایک شخص کا دعویٰ ہے... کہ الطاف غالب وہ ہے... وہ نہیں جو اس کوٹھی میں رہ رہا ہے... اور جس نے فیکٹری پر قبضہ کر لیا ہے... اس کی کار پر قبضہ کر لیا ہے۔"

"جی ہاں! الطاف صاحب نے یہ بات مجھے بتائی تھی... بہت ہنسی آئی... دنیا میں بھی کیسے کیسے پاگل بستے ہیں... اور نہیں تو فیکٹری کا مالک ہونے کا دعویٰ کر دیا۔"

"لیکن اس کی بہت سی باتیں درست ثابت ہو چکی ہیں۔"

"تب وہ کوئی فراڈ ہے... سازشی ہے... باقاعدہ منصوبہ بنا کر یہ کام کر رہا ہے... اور پاگل نہیں ہے۔"

"بہت خوب! آپ نے بہت پتے کی بات کہی... ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"جی... کیا مطلب... آپ کیا چاہتے ہیں۔"

"یہ کہ اگر وہ سازشی ہے... تو اسے سازشی ثابت کر دیں... ورنہ وہ تو الطاف غالب صاحب کے خلاف زہر اگلتا رہے گا... لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرتا رہے گا... اور آخر کار لوگ یہ سمجھنے لگیں

گے... کہ کہیں یہ سچا تو نہیں ہے۔"

"اوہ ہاں... واقعی... اس بات کا زبردست امکان ہے۔"

"اسی لیے ہم یہاں آئے ہیں۔"

"فرمایئے... میں آپ کے لیے کیا خدمت انجام دوں۔"

"آپ کا نام کیا ہے۔"

"جالب غوری۔" اس نے بتایا۔

"یہاں الطاف غالب صاحب کی انگلیوں کے نشانات والی فائل موجود ہے۔"

"جی ہاں! بالکل ہے..."

"بس تو پھر... اس فائل کے ذریعے فوراً یہ معلوم ہو جائے گا کون سچا ہے کون جھوٹا ہے۔"

"بالکل ٹھیک... کیا میں وہ فائل نکال کر لاؤں۔"

"اسی لیے تو آئے ہیں۔"

"چند منٹ انتظار فرمائیں... مجھے خود فائل نکال کر لانا ہو گی۔"

"کوئی بات نہیں۔"

اور وہ دفتر سے نکل گیا... دس منٹ بعد واپس لوٹا... اس کے ہاتھ میں فائل تھی... پہلے تو انہوں نے فائل کے ورق الٹ کر دیکھے ... لے۔

"یہ ہمیں اپنے ساتھ لے جانا پڑے گی... ایک دو روز میں

آپ کو لوٹا دیں گے۔"

"لیکن اگر مجھ سے الطاف صاحب نے پوچھ لیا تو..."

"آپ انہیں فون کریں... بتائیں کہ ہم یہ فائل لے جانا چاہتے ہیں... کیا وہ فیکٹری نہیں آتے۔"

"ہفتے میں ایک آدھ بار آتے ہیں۔"

یہ کہہ کر اس نے فون کیا... دوسری طرف سے اجازت ملنے پر اس نے فائل انہیں لے جانے کی اجازت دے دی... وہ اسی وقت الطاف غالب کی کوٹھی پہنچے... وہ اس وقت اپنے گھریلو دفتر میں تھے... ان کا بڑا بیٹا انہیں دفتر تک لے گیا... اندر داخل ہوئے تو وہ چونکا۔

"او ہو... ابھی تو آپ فیکٹری میں تھے... اب یہاں آ گئے۔"

"جی ہاں! آپ کی انگلیوں کی نشانات اس فائل کے نشانات سے ملانا چاہتے ہیں ہم... آپ اس کاغذ پر نشانات دے دیں۔"

"جی ضرور۔" وہ مسکرایا۔

انہوں نے نشانات لے لیے... اور فائل والے نشانات سے ملانے لگے... اس دوران الطاف غالب بے فکری سے اپنے پن سے کاغذ پر کچھ لکھتا رہا... پھر اچانک انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"یہ آپ ہی کے نشانات ہیں... وہ پاگل واقعی جھوٹا ہے... لہٰذا ہم چلتے ہیں۔"

"خدا کا شکر ہے' آخر کار آپ درست نتیجے پر پہنچ گئے... چلئے میں آپ کو دروازے تک رخصت کر آتا ہوں۔"

وہ اٹھ کھڑے ہوئے... ایسے میں فرزانہ کو میز پر وہ کاغذ نظر آیا جس پر الطاف کچھ لکھتا رہا تھا...

اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی...

جھٹکا

ادھر انسپکٹر جمشید، محمود اور فاروق مڑ چکے تھے... اس
نے فوراً کاغذ پر سے نظریں چرا لیں اور جانے کے لیے مڑ گئی... الطاف
غالب ان سے پہلے کمرے سے نکلا... اسی وقت فرزانہ بجلی کی تیزی
سے مڑی اور اس نے وہ کاغذ اٹھا لیا، اس کی اس حرکت کو وہ نہ دیکھ سکا،
وہ کار میں بیٹھ گئے تو وہ اندر جانے کے لیے مڑ گیا... ادھر انسپکٹر جمشید
نے کار آگے بڑھائی۔

"کیا نظر آیا تھا فرزانہ؟" انسپکٹر جمشید نے دبی آواز میں کہا۔

"کک... کیا مطلب... کیا آپ نے مجھے چونکتے دیکھ لیا
تھا۔" فرزانہ دھک سے رہ گئی... کیونکہ اس کا خیال تھا، انہوں نے بھی
اسے چونکتے نہیں دیکھا تھا۔

"ہاں! چلو بتاؤ۔"

"کیا فرزانہ اندر کسی چیز کو دیکھ کر چونکی تھی۔" فاروق نے
اسے گھورا۔

"یہی بات ہے... لیکن یہ میں بھی نہ دیکھ سکا... کہ کس بات
پر چونکی تھی۔"

"جب ہم نشانات ملا رہے تھے... تو وہ کاغذ پر پن سے کچھ لکھ
رہا تھا... جب میں اٹھنے لگی تو میری نظریں کاغذ پر پڑیں... اس نے
کاغذ پر بار بار ایک ہی لفظ لکھا تھا... اور عجیب انداز میں لکھا تھا... جیسے وہ
کسی دوسری زبان کا لفظ ہو... بس اس چیز نے مجھے حیرت میں ڈال
دیا۔"

"لیکن میرے خیال میں تو اس میں کوئی بات بھی حیرت کی
نہیں، کیوں محمود۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"بالکل... اس میں تو دور دور تک کوئی عجیب بات نہیں...
کیونکہ یہ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے... جب ان کے ہاتھ میں قلم
ہوتا ہے... اور وہ کچھ کام بھی نہیں کر رہے ہوتے... تو کچھ نہ کچھ
ضرور کاغذ پر لکھتے رہتے ہیں... اس میں عجیب بات کیا ہے۔" محمود نے
رکے بغیر کہا۔

"لیکن اس عادت کا شکار ہر شخص یا تو اپنے دستخط کرتا ہے... یا
کوئی خاص لفظ لکھتا ہے... بس وہ ایک ہی چیز کو بار بار لکھتا رہتا ہے... یا
ایک جملہ بار بار لکھتا رہتا ہے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"میرے خیال میں تو اس میں بھی کوئی عجیب بات نہیں۔"
فاروق نے اور بھی کڑوا سا منہ بنایا۔

"ہاں! بالکل... یہی بات ہے۔" محمود مسکرایا۔

"آپ کیا کہتے ہیں ابا جان۔"

"ان دونوں کی بات میں وزن ہے... لیکن کوئی اور صورت

بھی بہر حال ہو سکتی ہے۔"

"ہوں... خیر... میں بتاتی ہوں... میں نے دیکھا... وہ اختر جان... اختر جان... اختر جان لکھ رہا تھا۔"

"کیا کہا... اختر جان... کون اختر جان۔"

"جو اس کے گھر میں چوری کر کے فرار ہو گیا تھا۔"

"ہاں! ظاہر ہے... یہ اس کا نام ہے... لیکن سوال یہ ہے کہ وہ اختر جان کا نام کیوں لکھ رہا تھا۔"

"ہو سکتا ہے... اس کے ذہن میں اپنے ملازم کا نام چپک کر رہ گیا ہو... یوں بھی اس نے ان کے اعتماد کو دھوکا دیا تھا... لہٰذا میرے خیال میں تو اس میں کوئی عجیب بات نہیں ہے... ویسے میں جانتا ہوں... تم وہ کاغذ اڑا لائی ہو... لاؤ دکھاؤ۔"

"تت... تو... آپ نے میری یہ حرکت بھی دیکھ لی۔" وہ شرما گئی اور کاغذ جیب سے نکال کر ان کی طرف بڑھا دیا۔ محمود اور فاروق بھی کاغذ پر جھک گئے... اس پر صرف اختر جان... اختر جان لکھا تھا اور بس۔

"یہ واقعی کوئی خاص بات نہیں۔" محمود نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"خیر... کوئی بات نہیں... مجھے عجیب لگی تھی... اس لیے کاغذ اڑا لائی... اب آپ کہتے ہیں تو واپس رکھ آتی ہوں۔"

"نہیں... اس کی ضرورت نہیں۔" انسپکٹر جمشید جلدی سے

بولے۔

ایک بار پھر وہ پاگل کے پاس پہنچے...

"لو بھئی... اب تم جھوٹے ثابت ہو گئے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مطلب؟" سلیم خان نے حیران ہو کر کہا... وہ بھی اس وقت گھر میں تھا۔

"ہم نے الطاف والی ذاتی فائل فیکٹری میں چیک کی ہے... اس پر جو انگلیوں کے نشانات ہیں... وہ اس الطاف غالب کے ہیں... جو اس وقت کوٹھی میں موجود ہے... خیر ہم آپ کی انگلیوں کے نشانات بھی ملا لیتے ہیں ان سے۔"

"میری انگلیاں سلامت کب رہی ہیں۔" یہ کہہ کر اس نے ہاتھ پر لپیٹا ہوا کپڑا اتار دیا... اس سے پہلے انہوں نے جب بھی اس سے ملاقات کی تھی... انگلیوں پر کپڑا نظر آیا تھا... اب جو انہوں نے اس کی انگلیاں دیکھیں تو کانپ گئے... ان کو مچھلیوں نے جگہ جگہ سے کھا لیا تھا۔

"پھر بھی آپ جیسے نشانات بن سکیں... کاغذ پر بنا دیں۔" انہوں نے کہا۔

"بہت بہتر۔" اس نے کہا اور نشانات بنا دیے... کہیں کہیں سے کاغذ پر نشانات آ گئے... انہوں نے فائل والے نشانات سے انہیں ملایا... اور پھر انہیں غصہ آ گیا۔

"آپ بالکل فراڈ ثابت ہو گئے ہیں... یا پھر پاگل... گویا پاگل خانے کی رپورٹ بالکل درست ہے۔"

"نن نہیں... نہیں... یہ آپ کیسے کہتے ہیں۔"

"یہ دیکھئے... نشانات... آپ کی بچی کچھی انگلیوں کے نشانات بالکل بھی ان نشانات سے نہیں ملتے... جو فائل پر ہیں... اگر آپ اصل الطاف ہوتے... تب اس وقت ان انگلیوں کے نشانات تو ضرور فائل کے نشانات سے مل جاتے... اب بتائیے... ہم آپ کے خلاف کیا کاروائی کریں... آپ نے ہمارا اتنا وقت ضائع کیا۔"

"آپ غلط نتیجے پر پہنچے ہیں... اس سلسلے میں انہوں نے ضرور کوئی چالاکی کی ہے..."

"فائل پر موجود نشانات الطاف غالب کے نشانات سے مل گئے ہیں... اب اس میں چالاکی کون سی رہ جاتی ہے... آپ نے خود بتایا تھا کہ فیکٹری میں ایک فائل موجود ہے... اس پر میری انگلیوں کے نشانات ہیں... لہٰذا کوٹھی میں جو الطاف موجود ہے... اس کی انگلیوں کے نشانات اس فائل کے نشانات سے نہیں مل سکتے... لیکن وہ مل گئے ہیں... اب بتائیے... ہم کیا کریں۔"

"آپ کچھ نہ کریں... میں صبر کر لیتا ہوں اور باقی زندگی سلیم خان کے ساتھ اس مکان میں گزار دوں گا... اصل مسئلہ بچوں کا ہے... بچے یاد آتے ہیں۔" یہ کہہ کر وہ رونے لگا...

اب یا تو وہ بہت بڑا اداکار تھا یا بالکل سچا... کیونکہ اس طرح

اچانک آنکھوں سے آنسو نکال دینا کسی عام انسان کے بس کا روگ نہیں تھا۔

"الطاف غالب... تم دل چھوٹا نہ کرو... دنیا میں ایسا ہوتا ہی رہتا ہے..." سلیم خان نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہم نے اپنی پوری کوشش کی... لیکن تمام ثبوت اس کے حق میں جاتے ہیں... آپ کے حق میں ایک بھی نہیں جاتا..." انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"تب پھر... آپ کم از کم ایک کام ضرور کریں..."

"اور وہ کیا؟"

"ماضی میں گزارے ہوئے دنوں کی کچھ باتیں... میں لکھ کر دے دیتا ہوں... وہ باتیں پہلے آپ میرے بچوں سے پوچھیں... اگر وہ یہ کہہ دیں کہ ہاں... یہ باتیں ان کی ان کے والد سے ہوئی ہیں... تو ان باتوں کے مطابق سوالات اس سے کریں... وہ درست جواب نہیں دے سکے گا۔"

"مثلاً... آپ ایک دو باتیں بتائیں... تاکہ بات واضح ہو سکے۔"

"ہاں! ضرور... کیوں نہیں... ایک روز میں نے اپنے بچوں کو ایک اسلامی کہانی سنائی تھی... بادشاہ کی کہانی تھی... پہلے آپ بچوں سے تصدیق کر لیں... پھر اس سے پوچھیں کہ اس نے کبھی بچوں کو کوئی اسلامی کہانی سنائی تھی تو کون سی۔"

"اچھی بات ہے... اور کوئی بات۔"

"ایک بار بچوں نے شہد کی فرمائش کی تھی... کوٹھی میں ایک جگہ شہد کی مکھیوں نے چھتا بنا لیا تھا... میں نے ان سے کہا... میں گھر سے ہی شہد اتار لیتا ہوں... میں نے چھت سے مکھیوں کو دھوئیں کے ذریعے اڑایا تو کئی مکھیوں نے ہمیں کاٹ کھایا تھا... آپ اس سے پوچھیں۔"

"ضرور... کیوں نہیں... میرے خیال میں یہ دو باتیں بھی بہت ہیں۔"

"چلیے یونہی سہی۔"

"تو آپ کے خیال میں وہ یہ باتیں نہیں بتا سکے گا۔"

"نہیں..." اس نے فوراً کہا۔

"او کے... ہم ابھی جا کر یہ تجربہ کرتے ہیں۔"

وہ ایک بار پھر الطاف کی کوٹھی پہنچے... پہلے بچوں سے ملاقات کی... انہوں نے دونوں باتوں کی تصدیق کی... انہوں نے الطاف غالب کو بلایا... اور اس سے پوچھا۔

"کیا کبھی آپ نے اپنے بچوں کو کوئی اسلامی کہانی سنائی تھی۔"

"بالکل سنائی تھی۔" وہ فوراً بولا۔

"کہانی کا نام کیا تھا۔"

"بادشاہ کی کہانی۔" اس نے کہا۔

وہ حیرت زدہ رہ گئے...

"اچھا کبھی آپ کے بچوں نے شہد کی فرمائش کی تھی۔"

"اوہ ہاں! ان دنوں شہد کی مکھیوں نے گھر میں ایک چھتا بنایا ہوا تھا... میں نے وہیں سے انہیں شہد اتار دینے کا فیصلہ کیا... دھوئیں کے ذریعے مکھیوں کو اڑایا تو کئی مکھیوں نے مجھے کاٹ کھایا تھا۔"

"بس جناب! آپ ہر طرح سے سچے ثابت ہو گئے ہیں... اور وہ بالکل جھوٹا... اب ہم جا کر اس کی خبر لیں گے۔"

"خدا کا شکر ہے... یہ قصہ تو ختم ہوا... بہت پریشان کر رکھا تھا اس نے۔"

"اب وہ آپ کو پریشان نہیں کرے گا... میں اسے گرفتار کر رہا ہوں۔"

"یہ اور اچھی خبر ہے۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔

وہ اسی وقت پھر پاگل کے پاس پہنچے... اکرام کو پہلے ہی فون کر چکے تھے... اکرام ان کے ساتھ ہی وہاں پہنچا... اب وہ گھر میں داخل ہوئے:

"اکرام! اس فراڈ کو گرفتار کر لو۔"

"جی... کیا مطلب... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"تم نے مجھے جو باتیں بتائی تھیں... اس نے ان دونوں کی بھی گواہی دے دی... اب بتاؤ... ہم تمہیں فراڈ نہ خیال کریں تو کیا

کریں۔"

"انسپکٹر صاحب ... یہ بے چارہ پاگل ہے ... اسے معاف کر دیں ... اب یہ اس کوٹھی کا خواب کبھی نہیں دیکھے گا ... میں اسے سمجھا لوں گا۔"

"نہیں ... یہ پاگل نہیں ... دوسروں کو پاگل سمجھتا ہے ... ایسے آدمی کو جیل بھیجنا ضروری ہے۔"

"آپ مجھے ضرور جیل بھیج دیں ... لیکن پہلے آپ کو میرے ایک سوال کا جواب ضرور دینا ہو گا۔"

"ضرور کیوں نہیں ... تمہارے کسی سوال کا جواب دینا کیا مشکل ہے۔" انہوں نے بھنا کر کہا۔

"شکریہ جناب! بقول دوسرے الطاف کے ... میں نواب گڑھ کے پاگل خانے میں تھا ... میں وہاں سے بھاگا ہوں ... اور اس سلسلے میں آپ کے پاس پاگل خانے کی رپورٹ بھی ہے ... پاگل خانے والوں نے اپنی رپورٹ کی تصدیق بھی کر دی ہے ... کیا یہ تمام باتیں درست ہیں۔"

"بالکل درست ہیں۔"

"آپ کا شکریہ ... آپ ماشاء اللہ بہت ذہین ... سمجھ دار ہیں ... آپ نے اب تک میرے لیے بہت کوشش کی ... پورے خلوص سے کوشش کی ... میں دل سے آپ کا احسان مانتا ہوں ... لیکن آپ صرف اور صرف میرے ایک سوال کا جواب دے دیں۔"

"او ہو بابا ... سوال بھی تو بتاؤ نا۔" وہ جھنجلا اٹھے۔

"ہاں! کیوں نہیں ... میرا آپ سے سوال یہ ہے ... آپ سے ہی نہیں ... آپ کے ان ذہین بچوں سے بھی ... اور سلیم خان سے بھی .. جنہوں نے میری اس حد تک مدد کی کہ میں بیان نہیں کر سکتا ... ان کا احسان میں تمام زندگی نہیں اتار سکتا ... ہاں تو ... سوال یہ ہے کہ ... مجھے ان تمام باتوں کا پتا کیسے چلا ... میں تو نواب گڑھ پاگل خانے میں تھا۔"

یہ کہہ کر وہ ایک جھٹکے سے رک گیا ... اس کے چہرے پر انجانا سا جوش طاری ہو گیا ... ادھر ان سب کو اس کا سوال سن کر ایک زبردست جھٹکا لگا ...

ان کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں ... اور منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

الٹے راستے

چند لمحے تک وہ انہیں طنزیہ انداز میں دیکھتا رہا' آخر بولا۔

"سر... آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا... میں انتظار کر رہا ہوں۔"

"اس میں شک نہیں... آپ کے سوال نے ہمیں ہلا دیا ہے... میں سوال کا جواب تو نہیں دے سکتا... لیکن جواب میں ایک سوال ضرور آپ سے کر سکتا ہوں۔"

"چلیے... آپ جوابی سوال کر لیں۔" اس نے منہ بنایا۔

"ان سب باتوں کا اس الطاف کو کیسے پتا چلا... اگر وہ فراڈ ہے... وہ بھی تو آپ کے ساتھ کوٹھی میں نہیں تھا۔"

"میرے پاس اس سوال کا جواب نہیں ہے... لیکن مجھے گرفتار کرنے سے پہلے آپ میرے سوال کا جواب دے دیں' اور گرفتار کر لیں۔"

انسپکٹر جمشید چکرا کر رہ گئے... آج ایک پاگل انسان نے انہیں بری طرح شکست دے دی تھی... آخر وہ تھکے تھکے انداز میں بولے۔

"ٹھیک ہے... جب تک میں آپ کے سوال کا جواب نہیں دوں گا... آپ کو گرفتار نہیں کروں گا... لیکن آپ بھی فرار ہونے کی کوشش نہ کیجئے گا۔"

"بہت بہتر... نہیں کروں گا۔"

وہ وہاں سے نکل آئے... گھر لوٹے تو چاروں چپ چپ تھے۔

"خیر تو ہے... یہ چپ کیوں سادھ لی آپ نے۔" بیگم جمشید مسکرائیں۔

"بس کچھ نہ پوچھیں بیگم... ایک پاگل نے ہمیں پاگل بنا دیا ہے..."

"ہائیں... کیا کہا... آپ کو پاگل بنا دیا ہے... آپ کو۔" وہ ہنس پڑیں۔

"ہاں بیگم... بس کیا کریں... مجبوری ہے۔" وہ بولے۔

"اس میں مجبوری کیسی... آپ اسے پاگل بنا دیں۔"

"کوشش کریں گے... فی الحال ہم غور کرنا چاہتے ہیں اس مسئلے پر۔"

وہ لائبریری میں آ گئے اور کرنے لگے غور...

"ابھی تک تو ہم یہ بھی نہیں جان سکے کہ ان میں سے کون سچا ہے' کون جھوٹا..." محمود کی آواز ابھری۔

"فکر کی ضرورت نہیں... اس معاملے میں مجرمانہ ذہن تو

بہر حال کام کر رہا ہے اور مجرمانہ ذہن سے کوئی نہ کوئی غلطی تو ہوتی ہی ہے... لہٰذا ہم اس سے کسی غلطی کے ہونے کا انتظار کریں گے۔"

"اس انتظار میں تو بہت دن بیت سکتے ہیں... کیا میں اس کا ایک سیدھا سادھا راستہ نہ بتادوں؟" فرزانہ نے مسکرا کر کہا۔

"یوں تو اس سے اچھی بات کوئی نہیں، لیکن تم سیدھا سادھا راستا بتادو... یہ ذرا مشکل بات ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"گویا میں آج تک الٹے راستے بتاتی چلی آئی ہوں۔" فرزانہ نے اسے گھورا۔

"پہلے ذرا ہم تمہارا سیدھا راستا سن لیں... پھر بات کریں گے۔" فاروق جلدی سے بولا۔

"او کے... سنیں پھر... ہم کیوں نہ اس گاؤں کا چکر لگا لیں... جس میں وہ مچھیرے رہتے ہیں۔"

"اوہ ہاں! اگر وہ الطاف غالب کے بیان کی تصدیق کر دیتے ہیں تو وہ سچا... ورنہ جھوٹا۔"

"پتا نہیں... وہ اس گاؤں کے بارے میں کچھ جانتا ہے یا نہیں... دوسرے یہ کہ یہ تو کسی دور دراز گاؤں کی بات ہے۔ آس پاس تو یہ صاحب جال میں پھنسے نہیں تھے۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"اسے معلوم نہیں تھا کہ اس سلسلے میں ہم جیسے کچھ لوگ پریشان ہوں گے... ورنہ شاید وہ زیادہ دور نہ جاتا۔" محمود مسکرایا۔

"حد ہو گئی... ارے بھئی کیا یہ بات اس کے اختیار میں

تھی۔"

"بالکل نہیں ابا جان... لیکن باتیں ایسی ہی کر رہے ہیں۔"

"اچھا تو فاروق تم ذرا جا کر اس سے گاؤں کا نام پتا پوچھ آؤ۔"

"جج... بس... یعنی کہ صرف میں... اکیلا۔"

"کیوں... کیا راستے میں تمہیں ڈر لگے گا۔" انسپکٹر جمشید نے [illegible] کر کہا۔

"یہ بات نہیں ابا جان... دراصل میں ڈر کو نہ لگ جاؤں۔"

"حد ہو گئی۔" انسپکٹر جمشید جھلا اٹھے۔

"ہم اس سے زیادہ آسان اور نزدیک کا راستا بھی تو تلاش کر سکتے ہیں۔" فاروق جلدی سے بولا۔

"ہاں واقعی... ضرور... کیوں نہیں۔" محمود نے اس کی تائید کی۔

"لیکن کون سا راستا۔"

"یہ تو مجھے معلوم نہیں۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"بے کوئی تک۔" فرزانہ جھلا اٹھی۔

"بالکل نہیں... فاروق کی باتوں میں تک ہو بھی کیسے سکتی ہے۔"

"اوہو... یہ... یہ کیا... یہ خیال تو مجھے سوجھا ہی نہیں۔" انسپکٹر جمشید زور سے اچھلے... ان کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں۔

"اور... اور وہ کیا!" فاروق نے بے قراری کے عالم میں کہا۔
"ہم پاگل کے ہاتھوں پیروں کو کسی سرجری کے ماہر ڈاکٹر
سے کیوں نہ چیک کرائیں... اس سے ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ اسے
واقعی مچھلیوں نے کھایا تھا... یا وہ مصنوعی نشانات ہیں۔"
"اوہ... اوہ۔" وہ ایک ساتھ بولے۔
پھر وہ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے۔
انہوں نے پاگل کو ساتھ لیا اور چل پڑے
"آپ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں۔" اس کی آواز میں خوف
تھا۔
"ہم جب کسی کام کے پیچھے پڑ جاتے ہیں نا... تو بس اس کو
کر کے ہی دم لیتے ہیں... اب جب تک یہ معلوم نہیں کر لیں گے کہ
آپ دونوں میں سے کون جھوٹا اور کون سچا ہے... اس وقت تک نہ خود
سانس لیں گے... نہ آپ دونوں کو لینے دیں گے۔"
"یہ تو خیر اچھی بات ہے... آج کے دور میں ایسے کام کرنے
والے کہاں ملتے ہیں۔"
"پھر ہمیں یہ پریشانی بھی ہے کہ اگر آپ کے ساتھ ظلم ہوا
ہے... تو ظالم کو سزا ملنا چاہیے... اور آپ کو آپ کا حق..."
"آپ بہت اچھے ہیں۔"
"اوہو... یہ باتیں ہم آپ کو اس لیے نہیں بتا رہے کہ اپنی
تعریف سنیں... آپ کے سوال کا جواب دے رہے ہیں ہم۔" محمود

بھلا اٹھا۔
"جی اچھا... اب نہیں کروں گا تعریف۔" وہ ڈر گیا۔
"ویسے آپ جوتے کے کارخانے کے مالک کیسے بن گئے تھے"
"پہلے خود جوتے بنانے کے کارخانے میں کام کرتا تھا... پھر
اپنی ایک چھوٹی سی دکان بنالی... اس میں دو چار آدمی رکھ لیے... اس
طرح جوتے بناتا رہا... اور دکانداروں کو دیتا رہا... کام زیادہ ہوا تو ایک
بڑی جگہ میں زیادہ کاری گر رکھ لیے... اس طرح کام اور بڑھ گیا...
اور میری ایک فیکٹری بن گئی۔"
"آپ نے بہت محنت کی... اگر آپ سچے ہیں تو آپ کو آپ کا
کارخانہ ضرور ملے گا۔"
"اوہو... میں کارخانے کے لیے پریشان نہیں ہوں... میں
پھر سے جوتوں کے کسی کارخانے میں کام شروع کر کے زندگی بسر
کر لوں گا... مجھے تو بس اپنے بچے چاہئیں... میں تو اس دھوکے باز سے
اس شرط پر بھی معاملہ طے کرنے پر تیار ہوں کہ وہ میرے بچے مجھے
دے دے... اور کارخانہ مجھ سے لے لے۔"
"آپ بات کو سمجھ نہیں رہے... ان حالات میں تو آپ کے
بچے بھی آپ کے ساتھ نہیں آئیں گے۔"
"ہاں! یہی مسئلہ ہے... وہ اس کو اپنا باپ سمجھتے ہیں۔" اس
نے درد بھری آواز میں کہا۔
اسی وقت ایک کوٹھی کے دروازے پر انہوں نے بریک

ئے... محمود نے نیچے اتر کر دستک دی۔ جلد ہی ایک ملازم باہر نکلا۔
"اوہ آپ ہیں۔" وہ انہیں بہت اچھی طرح جانتا تھا' اس نے
ر اور دروازہ کھول دیا... انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھایا اور چلا گیا... جلد
ں ایک لمبے قد والے ڈاکٹر اندر داخل ہوئے۔
"آہا! آج تو میرے دوست آئے ہیں... خوشی ہوئی آپ
گوں کو دیکھ کر... کہیے کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"
"فاروقی صاحب! یہ ہمارے دوست ہیں... ان کا ایک مسئلہ
ہے... اب آپ کو لمبی چوڑی تفصیل بتا کر کیا بور کرنا... آپ ذرا ان کا
جائزہ کر لیں... ان کا بیان ہے' یہ دریا میں گر گئے تھے... مطلب یہ کہ
نہیں تیرنا نہیں آتا... پانی میں یہ مچھلیوں کے ایک جال میں پھنس
گئے... اس جال میں بے شمار مچھلیاں تھیں... ان مچھلیوں نے انہیں
مردہ سمجھ کر کھانا شروع کر دیا... ان کے جسم پر جگہ جگہ مچھلیوں کے
کھانے کے نشانات ہیں... ہم صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ یہ نشانات
واقعی مچھلیوں کے کاٹنے سے بنے ہیں یا مصنوعی ہیں۔"
"آپ کا مطلب ہے... یہ نشانات مصنوعی بھی ہو سکتے ہیں
ور مجھے یہی دیکھنا ہے۔" فاروقی صاحب بولے۔
"ہاں! یہی بات ہے۔"
"اچھی بات ہے... اگر یہ نشانات مصنوعی ہیں... تب می
ہی بتادوں گا... آپ کو میرے ساتھ چلنا ہوگا... لیبارٹری میں
آپ لوگ یہیں ٹھہریں۔"

"جی بہتر۔" وہ بولے۔
ڈاکٹر صاحب اسے ساتھ لے کر چلے گئے... لیکن پھر جلد ہی
واپس آگئے۔
"میں اسے لیبارٹری میں بٹھا کر آپ کے پاس اس لیے آگیا
ہوں کہ اب آپ مجھے بتائیں... معاملہ کیا ہے۔"
"معاملہ بس یہی ہے... اس شخص کا کہنا ہے کہ اس شہر میں
کی ہے... وہ کوٹھی اس کی ہے... اس کوٹھی میں جو بچے ہیں...
ں کے ہیں... لیکن وہاں ایک دوسرا شخص موجود ہے... بچے اسے
اپ سمجھتے ہیں..." یہ کہہ کر انہوں نے پوری تفصیل سنا دی۔
"ہوں... خیر... میں سمجھ گیا... لیکن اس طرح تو آپ کو
دوسرے کو بھی لانا چاہیے تھا... اس کے چہرے پر پلاسٹک سرجری کی
ی ہے تو اس کا پتا چل سکتا ہے۔"
"یہ آپ نے اچھی بات بتائی... ہم اسے بھی لائیں گے...
پہلے آپ اسے چیک کر لیں۔"
"صرف پندرہ منٹ بعد آپ کو بتا دوں گا... نشانات اصلی
ہیں یا نقلی۔"
"بہت خوب... یہ تو مسئلہ آسان ہو گیا... خدا کا شکر ہے۔"
ڈاکٹر صاحب اندر چلے گئے... اچانک انہوں نے دوڑتے
موں کی آواز سنی... اور پھر فاروقی صاحب بدحواسی کے عالم میں
ر داخل ہوئے۔

مہم کا مزا

ان کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا تو دوسرا جارہا تھا...
"کیا بات ہے ڈاکٹر صاحب... خیر تو ہے۔"
"اوہ... وہ شخص... غائب ہے۔"
"جی... کیا فرمایا... غائب ہے۔"
"ہاں! میں اسے لیبارٹری میں بٹھا کر ادھر آپ کے پاس آ
تھا... تاکہ اس کی عدم موجودگی میں آپ سے اس کے بارے میں
پوچھوں... میں لوٹ کر وہاں گیا تو وہ وہاں نہیں تھا۔"
"آئیے... ہم دیکھتے ہیں۔"
وہ ڈاکٹر صاحب کے ساتھ لیبارٹری کے دروازے پر آ
لیبارٹری کا ایک دروازہ سڑک کی طرف بھی کھلتا تھا... مطلب یہ
اس جگہ سے کوئی اٹھ کر جانا چاہتا تو ذرا بھی مشکل کام نہیں تھا۔
"ایک منٹ ڈاکٹر صاحب... آپ ذرا اندر آئیں...
نشانات وغیرہ کا جائزہ لینا ہے۔"
"اوہ اچھا۔"
وہ احتیاط سے اندر داخل ہو گئے...

"آپ نے اسے کہاں بٹھایا تھا۔"
"اس کرسی پر۔" فاروقی صاحب نے اشارہ کیا۔
انہوں نے فرش کو بغور دیکھا... اس پر جوتوں کے نشانات
تھے... لیکن بہت سے جوتوں کے لہٰذا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا۔
کمرے کے فرش پر البتہ ایک نیلے رنگ کا رومال ضرور پڑا تھا... چٹکی
سے اس کو اٹھا کر انہوں نے ڈاکٹر فاروقی کے سامنے لہرایا...
"یہ آپ کا ہے۔"
"جی... جی نہیں..." ڈاکٹر صاحب نے فوراً کہا۔
"لیکن ہم نے اس پاگل کے پاس رومال نہیں دیکھا... بہت
ہماری اس سے ملاقات ہو چکی ہے۔" وہ بڑبڑائے۔
"جی... بھلا میں کیا کہہ سکتا ہوں اس بارے میں۔" ڈاکٹر
صاحب نے بوکھلا کر کہا۔
"اوہ ہاں... واقعی..."
"دونوں باتوں کا امکان ہے ابا جان..."
وہ اس کی طرف مڑے۔
"کیا کہنا چاہتی ہو۔"
"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں سے خود اٹھ کر چلا گیا ہو...
نے سوچا ہو گا... اب پلاسٹک سرجری کے ماہر اس کا پول کھول کر
یں گے... وہ بتا دیں گے کہ اس نے اپنے چہرے پر مچھلیوں کے
کے نشانات پلاسٹک سرجری کے ایک ماہر سے بنوائے ہیں...

لہٰذا وہ مجرم ثابت ہونے والا تھا... اس لیے اس نے موقع غنیمت جانا اور اٹھ کر کھسک گیا... لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسرے الطاف غالب کا کوئی جاسوس ہمارے ساتھ سائے کی طرح لگا ہوا ہو... جب اس نے دیکھا کہ ہم اسے لے کر پلاسٹک سرجری کے ماہر کے پاس آئے ہیں تو اس نے الطاف غالب سے اس بارے میں فون پر پوچھا... ادھر سے یہ ہدایت ملی کہ اسے وہاں سے غائب کر دو... اغوا کر لو... ورنہ اس طرح تو اس کا پول کھل جائے گا... چنانچہ اس کے آدمیوں نے اسے اغوا کر لیا... اس جگہ سے کسی کو پستول دکھا کر لے جانا بہت آسان ہے... انہوں نے یہاں گاڑی روکی... اس کی طرف آئے... پستول دکھا کر اسے لے گئے۔"

"ہوں... بالکل ٹھیک فرزانہ۔"

"بالکل غلط فرزانہ تو خیر آپ نے آج تک کہا ہی نہیں..."

فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

ان کے چہروں پر مسکراہٹیں پھیل گئیں...

"لیکن یہاں لیبارٹری کے دائیں بائیں دکانیں ہیں... ان میں بیٹھے لوگوں سے پوچھا جا سکتا ہے... انہوں نے یہاں کوئی گاڑی تو نہیں دیکھی۔"

"چلیے... یہ بھی کر لیتے ہیں۔"

"تو پھر یہ کام تم تینوں کرو... دکان داروں سے پوچھو گاڑی کے بارے میں۔"

وہ باہر نکلے... دکان داروں سے پوچھنے لگے.. لوگ اپنی دکان داری میں اس حد تک ڈوبے ہوئے تھے... کہ انہیں کچھ پتا نہیں تھا... وہاں کوئی گاڑی رکی بھی تھی یا نہیں... آخر جھلا کر وہ اندر آ گئے۔

"کچھ معلوم نہیں ہو سکا... ان کا کہنا ہے... یہاں تو دن رات گاڑیاں آتی جاتی رہتی ہیں... ہم اگر گاڑیوں کی طرف دھیان رکھیں تو دکان داری کس طرح کر سکیں گے۔"

"دھت تیرے کی۔" انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

"شکریہ ابا جان۔" محمود نے خوش ہو کر کہا۔

"حد ہو گئی... اس میں بھلا شکریے کی کون سی بات ہے۔"

فاروق تلملا اٹھا۔

"جس میں شکریے کی بات نظر آئے... تم اس میں شکریہ ادا کر لینا۔" محمود نے منہ بنایا۔

"ہاہاہا..." ایسے میں انہیں ہنسی کی آواز سنائی دی۔

انہوں نے آواز کی سمت دیکھا... ایک بھکاری کھڑا ہنس رہا تھا۔

"یہ لو بابا... تنگ نہ کرو... ہم پہلے ہی بہت تنگ ہیں۔"

فرزانہ نے ایک چھوٹا سا نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔

"نہیں... اس نوٹ کے بدلے تو میں اس گاڑی کے بارے میں نہیں بتاؤں گا۔" بھکاری بولا۔

"کیا مطلب... کس گاڑی کی بات کر رہے ہیں آپ۔"

"جو یہاں آ کر کھڑی ہوئی تھی... پھر لیبارٹری میں سے ایک صاحب نکل کر اس میں بیٹھ گئے تھے۔"

"کیا!!!" وہ چلائے۔

"جی ہاں۔" وہ ہنسا۔

"جلدی پوری بات بتائیں..."

"ایسے نہیں... آج تو میں کمائی کروں گا۔"

"اچھاااا... یہ لو ایک سو روپے۔" انسپکٹر جمشید جل گئے۔

"کم ہیں... کم از کم پانچ سو روپے۔"

"کیا کہا... پانچ سو روپے... اس سو سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گے... تھانے بھجوا دوں گا..." انسپکٹر جمشید ہنسے۔

"کوئی بات نہیں... میں آپ کو جانتا ہوں... جب آپ یہاں آئے تھے نا اس آدمی کو لے کر... میں نے اس وقت ہی آپ کو دیکھ لیا تھا... پھر جب وہ گاڑی آ کر رکی... اور وہ آدمی باہر نکلا... جو آپ کے ساتھ اندر گیا تھا تو میں حیران ہوا... کہ یہ آیا تو آپ لوگوں کے ساتھ تھا اور جا رہا ہے ان کے ساتھ... اس لیے میں نے اس گاڑی کا نمبر دیکھ لیا تھا۔"

"واہ... بہت خوب... یہ ہوئی نا بات... اچھا یہ لو پانچ سو روپے۔"

"واہ... آپ واقعی سخی ہیں... میں نے غلطی کی۔" اس نے افسوس زدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب... کیا غلطی کی..."

"آپ سے پانچ سو مانگ لیے... ہزار مانگنے چاہئیں تھے۔"

"دیکھو بھئی... اب تنگ نہ کرو... فوراً بتاؤ۔"

"وہ ٹیوٹا تھی... نمبر یہ تھا JKL3004۔" اس نے کاغذ پر لکھا ہوا نمبر دکھایا... نمبر پنسل سے لکھا گیا تھا۔

"تمہیں گاڑیوں کے ماڈل کس طرح معلوم ہیں؟" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر پوچھا۔

"پڑھا لکھا ہوں... جب نوکری تلاش کرتے کرتے تنگ آ گیا اور ہر جگہ رشوت اور سفارش والوں کو کامیاب ہوتے دیکھا تو دل برداشتہ ہو گیا اور غصے میں آ کر یہ پیشہ اختیار کر لیا... اس میں کرنا کچھ نہیں پڑتا اور کمائی اچھی بھلی ہو جاتی ہے۔"

"تم نے غلط پیشہ اختیار کیا... اس میں انسان کی غیرت مر جاتی ہے... خیر... کسی وقت مجھ سے ملنا... میں تمہاری ملازمت کے لیے کوشش کروں گا۔"

"نہیں جناب! اب میں نوکری نہیں کر سکتا... اس طرح کمانا آسان لگتا ہے۔" اس نے کہا۔

"تم بے وقوف ہو... اس میں انسان انتہائی حد تک دوسروں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔"

"اچھا خیر... میں سوچوں گا۔"

"جلدی سوچ لینا... کہیں ایسا نہ ہو... حکومت کی طرف

سے گداگروں کو گرفتار کرنے کا حکم جاری ہو جائے اور تم جیل پہنچ جا
.. وہاں دو وقت کی روٹی چکی پیس کر ملتی ہے۔"

"نن نہیں۔" وہ گھبرا گیا۔

وہ مسکراتے ہوئے اپنی کار کی طرف بڑھ گئے... فوری طور پ
رجسٹریشن آفس پہنچے... وہ نمبر لکھ کر دیا... جلد ہی انہیں بتایا گیا کہ و
گاڑی... کسی احسان بلگرامی کی ہے... جو 909 آرام روڈ پر رہتا ہے۔

ان کی گاڑی آرام روڈ کی طرف روانہ ہو گئی۔

"اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ یہ شخص جو پاگل بنا ہوا ہے...
واقعی فراڈ ہے۔"

"اس وقت تو یہی کہا جا سکتا ہے... اس نے سوچا... ا
پلاسٹک سرجری کا ماہر اس کا فراڈ پکڑ لے گا... لہٰذا ہم اسے جی
بھجوا دیں گے... چنانچہ وہ وہاں سے نکل گیا... لیکن وہ گاڑی اسے
کے لیے کہاں سے اور کیسے آ گئی۔"

"اسی پر ہمیں حیرت ہے۔" محمود کی آواز ابھری۔

"خیر... دیکھتے ہیں... احسان بلگرامی کیا کہتا ہے۔"

آرام روڈ پر نمبر 909 تلاش کرنے میں انہیں کوئی دقت
ہوئی... یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی... محمود نے گھنٹی کا بٹن دبایا... فو
ہی ایک نوجوان آدمی نے دروازہ کھولا۔

"جی فرمائیے۔"

"ہمیں احسان بلگرامی سے ملنا ہے۔"

"میرا ہی نام ہے۔" اس نے کہا۔

"آپ کی گاڑی کا نمبر JKL3004 ہے۔"

"تھا... اب نہیں... میں نے وہ کار فروخت کر دی ہے۔"

"کب اور کس کے ہاتھ۔"

"ابھی پندرہ دن پہلے... سردار خان نامی شخص کے ہاتھ...
... رہتا ہے۔"

"کوجر روڈ کا نمبر۔"

"کوٹھی کا نمبر 507 ہے۔"

"شکریہ... آؤ بھئی چلیں۔"

وہ گاڑی کی طرف مڑ گئے...

"کیا یہ بات عجیب نہیں۔"

"جی... کون سی بات۔"

"اس نے یہ تک نہیں پوچھا کہ ہم اس کار کے بارے میں
کیوں پوچھ رہے ہیں... گویا اسے پہلے ہی اندازہ تھا کہ ہم کار کے بارے
میں پوچھنے کے لیے آئیں گے... یہ کوئی بہت گہرا چکر معلوم ہوتا
ہے... محمود اور فاروق تم یہیں ٹھہرو... ہم سردار خان سے مل کر
فوراً یہیں آئیں گے۔"

"جی اچھا۔"

وہ کار میں بیٹھ کر چلے گئے...

"بور ہونے کا کیا فائدہ... آؤ اندر چلتے ہیں۔" محمود نے

فاروق کی طرف دیکھا۔

"اندر... تمہارا مطلب ہے... احسان بلگرامی کے گھر کے اندر۔"

"ہاں!" وہ بولے۔

"اب اس سے مل کر کیا کہیں گے۔"

"کچھ کہنے کی ضرورت نہیں... پائیں باغ کی دیوار زیادہ اونچی نہیں ہے... ہم دیوار پھلانگ کر اندر چلتے ہیں۔"

"دن کا وقت ہے... رات نہیں ہے۔"

"تو کیا ہوا... ایسی مہم کا مزا دن میں آتا ہے۔"

"ابا جان نے ایسی کوئی ہدایت نہیں دی... وہ صرف نگرانی چاہتے ہیں۔"

"اس طرح ڈبل نگرانی ہو جائے گی۔"

"حد ہو گئی... تم پر تو کام کا بھوت سوار ہو گیا... لیکن میرا خیال ہے... ابا جان ہمارے اس اقدام کو پسند نہیں کریں گے۔"

"لو ہو... دیکھا جائے گا... مجھے احسان بلگرامی پر پورا پورا شک ہے..."

"میں پھر بھی اس کا مشورہ نہیں دوں گا۔"

"اور تم سے مشورہ مانگ کون رہا ہے۔" محمود نے آنکھیں نکالیں۔

"چلو بابا... چلو پھر... لیکن ابا جان کو جواب تم ہی دو گے۔"

"ضرور... کیوں نہیں... میں پوری پوری ذمہ داری لیتا ہوں۔"

"چلو پھر۔"

وہ چکر کاٹ کر پائیں باغ کی طرف آئے... دیوار واقعی نیچی تھی... ان کے لیے چشم زدن میں پھلانگ جانا کوئی بات نہیں تھی... انہوں نے ادھر ادھر دیکھا... اور جب اطمینان کر لیا کہ کوئی ان کی طرف نہیں دیکھ رہا تو اچھلے... دیوار پر ہاتھ رکھے اور دوسری طرف کود گئے... کودتے ہی انہوں نے باغ کا جائزہ لیا...

باغ میں کوئی نہیں تھا... اب وہ باغ میں کھلنے والے دروازے کی طرف لپکے... وہ اندر سے بند تھا... دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... جیسے کہہ رہے ہوں... اب کیا کریں... یہ تو بند ہے۔

"آؤ دیوار کے ساتھ ساتھ چکر لگاتے ہیں۔" محمود نے سرگوشی کی۔

وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگے... ایک جگہ ایک کھڑکی نظر آئی... اس کے دوسری طرف باتیں کرنے کی آواز سنائی دی... دونوں نے کان کھڑکی سے لگا دیے... اندر کوئی کہہ رہا تھا۔

"خطرہ سر پر آ چکا ہے... وہ لوگ یہاں پہنچ گئے ہیں اور اب سردار خان کی طرف گئے ہیں سردار خان انہیں یہی بتائے گا کہ اس نے گاڑی آگے کسی کو بیچ دی تھی... لیکن اس طرح جان نہیں چھوٹے گی..."

شاید وہ فون پر بات کر رہا تھا... کیونکہ دوسرے آدمی کی آواز
سنائی نہیں دی۔ اب تو ان پر جوش طاری ہو گیا...

"آؤ... اب یہاں رکنے کی ضرورت نہیں... کہیں یہ فرار نہ
ہو جائے۔"

وہ واپس پلٹ کر دیوار کی طرف آئے... دیوار پھلانگ کر
جب دروازے پر پہنچے تو احسان بلگرامی ہاتھ میں ایک بیگ لیے باہر نکل
رہا تھا۔

ان دونوں کو دیکھ کر وہ زور سے چونکا... پھر اس نے ایک
عجیب حرکت کی۔

جرم والی بات

فرزانہ نے سردار خان کی کوٹھی کے دروازے پر
دستک دی اور پھر ان کی طرف مڑتے ہوئی بولی۔

"ہم ان دونوں کو وہاں چھوڑ تو آئے ہیں... لیکن میں بے
چینی محسوس کر رہی ہوں... اور یہ بے چینی میں اس وقت محسوس کرتی
ہوں... جب کوئی گڑبڑ ہونے والی ہوتی ہے۔"

"اللہ مالک ہے... فکر نہ کرو۔" انہوں نے جواب دیا۔

اسی وقت دروازہ کھلا... اور ایک ملازم باہر نکلا۔

"ہاں جناب... فرمائیں۔"

"سردار خان صاحب یہیں رہتے ہیں نا۔"

"جی بالکل۔"

"ہمیں ان سے ملنا ہے۔"

"لیکن وہ تو اس وقت گھر پر نہیں ہیں۔" ملازم نے کہا۔

ان کی آنکھوں میں الجھن تیر گئی... کیونکہ ملازم کے لہجے میں
انہیں کوئی بات محسوس ہوئی تھی۔

"ان سے کس وقت ملاقات ہو سکتی ہے۔" انہوں نے سر

سری انداز میں پوچھا۔

"کچھ نہیں کہا جا سکتا... کچھ کہہ کر تو گئے نہیں۔"

"ہوں... اچھا خیر... آپ کا نام۔"

"جی میرا نام... میرا نام کیوں پوچھ رہے ہیں آپ۔"

"بس یونہی... آخر ہمیں سردار خان صاحب سے ملنے کے
لیے تو آنا ہی پڑے گا۔"

"ہوں... میرا نام جوجی ہے۔"

"اچھا شکریہ... ہم پھر کسی وقت آئیں گے... ارے یہ
آپ کے پیچھے کیا ہے۔" انہوں نے چونک کر کہا۔

"کیا ہے۔" وہ بوکھلا کر مڑا... اور اپنے پیچھے کچھ نہ پا کر حیرت
زدہ انداز میں ان کی طرف مڑا۔

"پیچھے تو کچھ بھی نہیں... آپ نے یہ مذاق کیوں کیا۔"

"بس... ایسے ہی... کبھی کبھی مذاق بھی کر لینا چاہیے... ویسے
میں کچھ نجومی واقع ہوا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے وہ مسکرائے۔

"کیا مطلب... آپ کچھ نجومی واقع ہوئے ہیں۔"

"ہاں! اپنے علم کے ذریعے کچھ باتیں جان لیتا ہوں... اس
وقت بھی میں نے ایک بات جان لی ہے... اگر آپ بھی اس کو جاننا
چاہیں تو میں بتا دیتا ہوں۔"

"پتا نہیں... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں... میں کچھ سمجھا نہیں۔"
اس نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"میں نے صرف یہ کہا ہے کہ میں کچھ باتیں اپنے علم کے
ذریعے جان لیتا ہوں... ایسی ایک بات میں آپ کو بھی بتا سکتا ہوں...
اور وہ بات سن کر آپ کو حیرت بھی محسوس ہوگی۔"

"اچھی بات ہے... بتائیں پھر۔" اس نے تنگ آ کر کہا۔

"سردار خان کہیں نہیں گئے ہوئے... اندر ہی ہیں...
انہوں نے آپ کو یہ ہدایت دی تھی کہ ہم سے کہہ دیں... وہ گھر پر
نہیں ہیں۔"

"کیا!!!" وہ چلا اٹھا... پھر وہ اندر کی طرف مڑا اور لگا
دروازے میں داخل ہونے... لیکن پھر اس کے جسم کو ایک زبردست
جھٹکا لگا... اس لیے کہ انسپکٹر جمشید نے اس کی کلائی پکڑ لی تھی... وہ جھلا
کر مڑا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔"

"بدتمیزی نہیں جھوٹ کی سزا ہے..."

"میں ان کا ملازم ہوں... جو وہ کہیں گے... مجھے وہی کرنا
ہوگا۔"

"اس حد تک بات مان لیتے ہیں... لیکن اگر وہ کوئی جرم
کرنے کے لیے کہیں گے تو؟"

"نہیں... جرم والی بات نہیں مان سکتا... کیونکہ جرم کرنے
والے کو پھر جیل جانا پڑتا ہے۔"

"تب پھر تم نے کیوں ان کی جرم والی بات مانی۔"

"نن نہیں تو... یہ آپ سے کس نے کہہ دیا۔"

"میرے اسی علم نے... جس کے ذریعے میں نے یہ جان لیا کہ وہ گھر پر ہیں۔"

"کک... کیا واقعی آپ علم نجوم جانتے ہیں۔"

"نہیں... نہ جانتا ہوں نہ جاننا چاہتا ہوں... ہمارے نبی کریم ﷺ نے علم نجوم وغیرہ سے منع فرمایا ہے۔"

"اوہ... اچھا... میرا ہاتھ چھوڑ دیں۔"

"نہیں... فرزانہ گھنٹی بجاؤ لمبی۔"

فرزانہ نے گھنٹی بجا دی اور پھر انگلی نہ اٹھائی... یہاں تک کسی نے چیخ کر کہا۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے۔" یہ آواز ایک عورت کی تھی۔

"یہ کون صاحبہ ہیں۔" انہوں نے نوکر سے پوچھا۔

"یہ سردار صاحب کی بیگم ہیں۔"

"سردار صاحب کو باہر بھیج دیں... ہم ان سے ملنے کے لیے آئے ہیں۔"

"وہ گھر پر نہیں ہیں۔"

"یہ بات جھوٹ ثابت ہو چکی ہے۔" وہ مسکرائے۔

"کیا مطلب... وہ کیسے؟"

"ایسے کہ ہم نے ملازم کا جھوٹ پکڑ لیا... اسے جھوٹ بولنے کا سلیقہ نہیں... یا یوں کہہ لیں کہ وہ جھوٹ بولنے میں ماہر نہیں...

اپنے لہجے پر قابو نہ رکھ سکا۔

"پتا نہیں... آپ کیا کہہ رہے ہیں... سردار خان گھر پر نہیں ہیں۔"

"اور میرا دعویٰ یہ ہے کہ وہ گھر میں ہیں۔"

"ٹھیک ہے... آپ اندر آ کر تلاشی لے لیں۔"

"شکریہ... آپ ایک طرف ہو جائیں۔"

"ضرور... کیوں نہیں... میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں... ملازم بتا دے گا کہ میں کس کمرے میں ہوں۔"

"ٹھیک ہے... شکریہ۔"

اب وہ اندر داخل ہوئے... یہ وہ پہلے ہی جائزہ لے چکے تھے کہ اس کمرے سے نکلنے کا ایک ہی دروازہ ہے...

"فرزانہ... تم دروازے پر ٹھہرو..."

"جی اچھا۔" اس نے فوراً کہا۔

انسپکٹر جمشید ملازم کو کلائی سے پکڑے آگے بڑھے... انہوں نے ایک ایک کمرے کو دیکھا... وہاں کہیں سردار خان نہیں تھا... آخر وہ اس کمرے کی طرف آئے... جس میں اس کی بیوی تھی۔

"اب ہمیں اس کمرے کی تلاشی لینا ہے۔"

"بیگم صاحبہ آپ باہر آ جائیں... یہ اس کمرے کو بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"اچھا۔" اندر سے عورت کی آواز آئی۔

دروازہ کھلا اور ایک عورت برقعہ پہنے باہر نکل کر سامنے
والے کمرے میں چلی گئی... اب وہ اس کمرے میں داخل ہوئے..
اس کا بغور جائزہ لیا... پھر بولے۔

"اب سردار خان کو بلائیں۔" یہ کہتے ہوئے وہ مسکرائے۔

"کیا کہا... سردار خان کو بلاؤں... کہاں سے بلاؤں... وہ گھر
میں ہے ہی نہیں۔"

"اور اس سامنے والے کمرے میں کون گیا ہے۔"

"ان کی بیوی۔"

"ارے نہیں بھئی... برقعے میں سردار خان خود تھے...
بات بھی مجھے میرے علم نے بتائی ہے۔"

"ایک تو ہر جگہ آپ کا علم آڑے آجاتا ہے... کہہ جو دیا کہ
ان کی بیوی ہیں۔"

"حد ہو گئی... اچھا ٹھیک ہے... فرزانہ ادھر آؤ۔"

"جی آگئی۔" اس نے نزدیک آکر کہا۔

"انہیں اندر جانے دیں... یہ تو لڑکی ہے نا... یہ انہیں د
لیں گی۔"

وہ چکرا گیا کہ اب کیا کہے... آخر اس نے دروازے پر د
دی۔

"بی بی جی... ان کی بیٹی آپ کو دیکھنا چاہتی ہیں۔"

"اچھی بات ہے... بھیج دو اندر۔" اندر سے عورت کی

ائی دی۔

پھر چٹخنی گری... دروازہ تھوڑا کھلا اور فرزانہ اندر داخل ہو
گئی... فوراً ہی سرد آواز میں کہا گیا۔

"ہاتھ اوپر اٹھا دو... ورنہ گولی مار دوں گا۔" اندر آواز گونجی۔

ادھر باہر انسپکٹر جمشید کے فون کی گھنٹی بجی...

یہ کیا ہے

اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بیگ یک دم کھولا اور اس میں سے پستول نکال لیا' پھر بولا:

"اب مجھے باہر جانے کی ضرورت نہیں... تم ہی اندر آجاؤ۔"

"یہ ٹھیک رہے گا... کیوں محمود۔" فاروق مسکرایا۔

"نیکی نیکی اور پوچھ پوچھ۔"

وہ اندر داخل ہو گئے... احسان بلگرامی نے دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

"اگر ذرا بھی کوئی حرکت کی تو گولی مار دوں گا۔"

"آپ فون پر کس سے باتیں کر رہے تھے۔" محمود پر سکون آواز میں بولا۔

وہ زور سے اچھلا۔

"اوہ... تو تم فون پر ہونے والی بات سن چکے ہو۔"

"کوشش کی تھی... سنائی دے گئی... اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"محمود اس کے جملے پر مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

"سیدھی طرح بات کرو۔" وہ غرایا۔

"محمود... کیا میں نے الٹی بات کی ہے۔" فاروق اس کی طرف مڑا۔

"دیکھ نہیں سکا۔" محمود فوراً بولا۔

"دیکھ نہیں سکے یا سن نہیں سکے... بات سنی جاتی ہے یا دیکھی..."

"لیکن یہ اردو کا پیریڈ کب ہے۔" محمود نے آنکھیں نکالیں۔

"اوہ ہاں! میں تو بھول ہی گیا... یہ تو حساب کتاب کا پیریڈ ہے... یعنی ان کے حساب کتاب کا۔"

"وہ اب تمہارا شروع ہوا چاہتا ہے۔" اس نے تلملا کر کہا اور ایک فائر جھونک مارا...

فائر کی آواز گونج گئی... دونوں اچھل کر ادھر ادھر گرے... اس نے پھر فائر کیا... انہوں نے اپنی جگہ سے چھلانگیں لگائیں۔

"لک... کیا کر رہے ہیں آپ... گولی لگ جائے گی۔" فاروق چلا اٹھا... محمود کو ہنسنا پڑ گیا۔

اس نے تیسری بار فائر کیا...

"ہائیں... آپ تو سنجیدہ لگتے ہیں۔" محمود بولا۔

اب اس نے چوتھا فائر کیا... دونوں فرش پر لڑھک گئے اور اس بار اس طرح لڑھکے کہ اس کے بہت نزدیک ہو گئے... محمود نے یکسانہ تاؤ... لات گھمادی... وہ اس کے بائیں پہلو پر لگی... اچھل

کر گرا... ساتھ ہی ایک ٹھوکر فاروق نے اس کے سر پر جمادی... اس
بار وہ چیخا بھی تھا... ایسے میں کسی نے دروازہ زور سے دھڑ دھڑایا:
"یہ اندر کیا ہو رہا ہے... آواز گولیاں چلنے کی ہے... احسان
بھائی... کیا میں مدد کر سکتا ہوں۔ ارے... یہ کیا... آپ لمبے لیٹے
ہوئے ہیں... وہ بھی فرش پر... ارے باپ رے۔"
وہ دروازے کی طرف مڑے... وہاں ایک چھوٹے سے قد
دبلا پتلا آدمی کھڑا ہوا تھا... اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر احسان بلگرامی کو دیکھ
رہا تھا۔
"دیکھ کیا رہے ہو... ٹوٹ پڑو ان پر... انہیں جان سے
ڈالو۔"
"اوہ اچھا... یہ کیا مشکل ہے... لیکن ایسا کرنے کی ک
ضرورت پیش آگئی..."
"اس کی ضرورت یوں پیش آگئی کہ اگر یہ ہمیں ہلاک نہیں
کرتے تو خود انہیں ہلاک ہونا پڑے گا اور یہ بات شاید انہیں پ
نہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔
"کون سی بات؟"
"آپ ہلاک ہونے والی بات۔"
"ارے ان سے باتوں میں نہ الجھو... ان پر وار کرو... وار
"لیکن وار کرنے میں آپ کیا کسی سے کم ہیں... آپ فرش
کیا کر رہے ہیں۔" اس نے کہا۔

"آرام۔" فاروق نے فوراً کہا۔
"ڈنگو کے بچے... وقت ضائع کر کے تم خود بھی مارے جاؤ
گے ان کے ہاتھوں۔"
"کیا کہہ رہے ہیں استاد... میں اور ان کے ہاتھوں مارا جاؤں
... ہوں... کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔"
"بھائی پدیوں سے ہی کام چلا لو... اب ہم ان کا شوربا کہاں
..." فاروق نے ہانک لگائی۔
ادھر اس نے ان دونوں پر ایک ہی وقت میں چھلانگ لگائی اور
... جا پکڑا... اس کے منہ سے ایک دل دوز چیخ نکل گئی... وہ
... لیٹا نظر آیا۔
"یہ لو محمود... یہ تو ایک ہی چھلانگ میں لمبے لیٹ گئے... کم
کم اس پندرہ چھلانگوں کے بعد لیٹے نظر آتے تو ایک بات بھی تھی"
"لاؤ۔" محمود نے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔
"کیا لاؤ۔"
"تم نے خود ہی کہا تھا... یہ لو محمود۔" اس نے منہ بنایا۔
"حد ہو گئی... اب ٹی مینڈکی کو بھی زکام ہوا۔" فاروق جل
"اب کیا کریں۔"
"کرنا کیا ہے... ان شریف آدمیوں کو باندھ لیتے ہیں... پھر
... کو فون کرتے ہیں۔"

انہوں نے دونوں کو باندھا... پھر موبائل پر ان کے نمبر
ملائے... فوراً ہی ان کی آواز سنائی دی... چند منٹ بعد فون کرنا...
فون بند کر دیا گیا۔

"شاید وہ وہاں زیادہ مصروف ہیں... لہٰذا اتنی دیر میں ہم
ذرا اس کوٹھی کا جائزہ کیوں نہ لے لیں... کیا خبر یہاں اور فتنے موجود
ہوں..." محمود نے تجویز پیش کی۔

"بہت خوب... میں بھی یہی کہنے لگا تھا۔"

دونوں نے کوٹھی کا جائزہ لیا... وہ خالی پڑی تھی... یوں
زیادہ بڑی بھی نہیں تھی... وہاں کسی عورت کی رہائش گاہ کے آثار
ہی نہ آئے... کوئی زنانہ چیز وہاں نہیں تھی... اس کا مطلب تھا
احسان بلگرامی اس چھوٹے قد والے کے ساتھ رہتا تھا... جسے چھوٹے
قد والے نے استاد کہا تھا... گویا وہ جرائم کی دنیا میں اس کا استاد تھا
خود بھی جرائم پیشہ تھا... اب وہ واپس ڈرائنگ روم میں آئے۔

دونوں اسی طرح پڑے تھے۔

اندر کسی کمرے میں وہ پاگل نہیں ہے... بتاؤ... وہ کہاں
ہے۔"

"بتا چکا ہوں... گاڑی میں نے سردار خان کو بیچ دی تھی
اس کا پتا بھی لکھوا چکا ہوں... تم میں سے دو ادھر جا بھی چکے ہیں۔
بھی آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں... وہ پاگل کہاں ہے۔"

"اچھا خیر... یہ پاگل کا چکر کیا ہے۔" محمود بولا۔

"پاگل کا چکر..." فاروق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"کیوں... کیا بات ہے۔"

"یہ تو... کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"وقت تیرے کی... یار تم وقت تو دیکھا کرو۔"

"تین بج کر بیس منٹ۔" فاروق بولا۔

"... ہو گئی۔" وہ اور زیادہ جھلا کر بولا۔

"یہ اس طرح نہیں بتائیں گے... ان کی پسلیوں میں دو چار
رسید کرنا ہوں گی۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"تو کر دیتے ہیں رسید، ہمیں کون سا خرید کر لانا پڑیں گی۔"
محمود مسکرایا۔

"کیا چیز خرید کر لانا پڑے گی۔"

"دو چار ٹھوکریں۔"

فاروق نے اسے گھورا، پھر اچھل کر ایک ٹھوکر احسان کے
رسید کی... وہ چلا اٹھا۔

"ہائے مرا۔"

"ابھی اور مرو گے۔" فاروق بولا۔

محمود کو ہنسی آ گئی... فاروق نے پھر اسے گھورا۔

"اس میں ہنسی کی کون سی بات ہے۔"

"تو پھر جس میں ہنسی کی بات ہو... بتا دینا... میں ہنس دوں
گا۔" محمود نے منہ بنایا۔

اس نے دوسری ٹھوکر رسید کی۔

"ہائے میرا۔" وہ پھر چیخا۔

"اوہو... کیا اس کے علاوہ کچھ اور کہنا نہیں آتا۔" فاروق جھلا اٹھا۔

"ہاں! ہمیں اپنے مرنے کی نہیں، پاگل کی بات بتاؤ۔"

"میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔"

"کیا وہ تمہارا گرو ہے۔" محمود نے پوچھا۔

"کون... وہ پاگل... ہاہاہا۔" وہ ہنسا۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے۔"

"وہ پاگل اور ہمارا گرو... اس جیسے نہ جانے کتنے میرے ناخنوں میں پڑے رہتے ہیں۔"

"اچھا... ذرا دکھانا... ام... مگر تم کیسے دکھا سکتے ہو... تمہارے تو ہاتھ پیر بندھے ہیں... خود ہی دیکھنا پڑے گا۔" یہ کہہ کر اس نے اس کے بندھے ہوئے ہاتھوں کے ناخنوں کو غور سے دیکھا۔ پھر برا سا منہ بنا کر بولا۔

"بھائی... سفید جھوٹ تو نہ بولو... ان میں تو ایک پاگل بھی نہیں ہے!"

محمود برا سا منہ بنا کر رہ گیا... اس کے خیال میں فاروق ایسی باتیں کرتے وقت بہت وقت ضائع کرتا تھا۔ چنانچہ اب وہ آگے بڑھا اور اس کی پسلیوں میں ایک ٹھوکر رسید کر دی۔

"ہائے میرا۔"

"معلوم ہوا... اسے اس کے علاوہ کچھ کہنا آتا ہی نہیں۔" فاروق بے چارگی کے عالم میں بولا۔

"اس سے تو اچھے بھی بتائیں گے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"اوہ... اس کا اچھا کہیں سردار خان تو نہیں ہے..." فاروق [illegible] بولا۔

"ہوں! اس کا امکان ہے... کیوں... وہ سردار خان تمہارا کیا [illegible] ہے۔"

"بھائی... بھائی ہے میرا۔"

"پاگل سے کیا تعلق ہے تم دونوں کا۔"

"کچھ نہیں۔"

"پھر اسے اپنی گاڑی پر لائے کیوں ہو۔"

"اسی نے یہ ہدایت دی تھی۔" وہ یک دم بول اٹھا۔

"کیا... کس نے یہ ہدایت دی تھی..."

"پاگل نے۔"

"کیا..." وہ چیخ اٹھے۔

"ہاں! اس نے کہا تھا... یہ لوگ مجھے لیبارٹری لے جا رہے ہیں... اس سے پہلے کہ وہاں میرا معائنہ ہو جائے، مجھے وہاں سے اغوا کر کے لے آؤ۔"

"نن نہیں... نہیں۔" وہ چلا اٹھے۔

"نہیں نہیں کیوں کر رہے ہیں آپ۔" احسان نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"اس بات پر یقین نہیں آرہا۔"

"تم لوگ اس پاگل کو کیا جانو... وہ تو تم جیسوں کو چٹکیوں میں پاگل کر سکتا ہے۔"

"کیا واقعی۔"

"ہاں! جب اس کی حقیقت کھلے گی... اندازہ ہو جائے گا۔"

"تو تم اس کے لیے کام کر رہے ہو۔" محمود بے چین ہو گیا۔

"بہت دیر بعد سمجھے۔" وہ ہنسا۔

"اف مالک... یہ سب کیا ہے۔" فاروق کے منہ سے نکلا، پھر اس نے کہا۔

"فون کرو... بھائی... ابا جان کو... مجھے بہت گھبراہٹ محسوس ہو رہی ہے... کہیں وہ پھنس تو نہیں گئے۔"

محمود نے فوراً موبائل نکالا اور اس پر ان کے نمبر ملائے۔ جونہی سلسلہ ملا... دوسری طرف سے ایک سرد آواز سنائی دی۔

کیا مطلب

انسپکٹر جمشید دھک سے رہ گئے... ایسے میں [illegible] گھنٹی بجی... انہوں نے بلا کی تیزی سے سیٹ نکالا اور اس میں [illegible] کر سیٹ بند کر دیا۔

"ٹھہر کر فون کرنا۔"

عین اس وقت اندر سے سردار خان کی آواز سنائی دی۔

"ہاہاہا... اب تم کیا کرو گے انسپکٹر جمشید... یہ لڑکی میری زد [illegible]"

"کس چیز کی زد پر۔"

"پستول کی... اور میرا نشانہ بہت زبردست ہے۔"

"کیا چاہتے ہو۔"

"خود کو بندھوا لو... میرے ساتھی سے۔"

"اچھی بات ہے... باندھ لو مجھے۔" وہ اس سے بولے۔

"نہیں... اس کی ضرورت نہیں۔" اندر سے فرزانہ بولی۔

"تم نے سنا نہیں فرزانہ... ان کا نشانہ بہت زبردست ہے۔"

"کوئی پروا نہیں... آپ خود کو رسیوں سے بندھوانے ک
جائے.. اسے قابو میں کرلیں۔"

"خبردار... اگر میرے ساتھی کی طرف ہاتھ بڑھایا گیا
گولی ماردوں گا اس لڑکی کو۔"

"اب مار بھی دو... اس کی طرف تو ہاتھ اٹھ کر رہے گا
بلکہ میرے ان الفاظ کے ساتھ ہی گویا اٹھ چکا ہے۔"

انسپکٹر جمشید کا ہاتھ مشینی انداز میں اٹھا... ساتھی کی آنکھو
میں خوف دوڑ گیا... اس نے بچنے کی کوشش کی... لیکن بچ نہ سکا...
ہاتھ اس کی کن پٹی پر لگا... وہ تیورا کر گرا... گرنے کی آواز اندر
سنائی دی۔

"یہ کیا ہوا۔" سردار خان چلا اٹھا۔

"اس کے ہاتھ لگ چکا ہے... اور کیا ہوتا۔"

"جواب دو... کیا ہوا انہیں۔"

"یہ بے چارہ جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں ہے...
ہوش ہو چکا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

یہ سنتے ہی سردار خان نے جھلا کر فرزانہ پر فائر کر دی
فرزانہ فوراً ہی گری، ساتھ ہی وہ لڑھکی اور اس کا ایک پیر سردار خا
پنڈلی پر لگا... وہ اچھل کر گرا... بس پھر کیا تھا... فرزانہ نے او پ
اس کے کئی ہاتھ جڑ دیے... ہر بار اس کے منہ سے چیخ نکلتی رہی۔

"خیال رہے فرزانہ... یہ مر نہ جائے... اس کیس کا بھ

گواہ خاص ہو گا۔"

"جی اچھا... بے بس تو کر دوں۔"

"ہاں اسے ہوش کرنے کی حد تک اجازت ہے..."

فرزانہ نے ایک پٹی تلی ٹھوکر اس کے رسید کی اور وہ بے
ہوش ہو گیا... اس نے فوراً دروازہ کھول دیا... باہر اس کا ساتھی بے
ہوش [illegible]... اب انہوں نے ان دونوں کو باندھ لیا...

"پہلے میں محمود اور فاروق کو فون کرلوں... بے چارے دو
[illegible] فون کر چکے ہیں۔"

یہ کہہ کر انہوں نے محمود کے نمبر ملائے... فوراً ہی اس کی
آواز سنائی دی۔

"ہاں بھئی... اب کرلو مجھے فون۔" وہ مسکرائے۔

"جی... اب کرنے کی کیا ضرورت رہ گئی... گویا آپ سردار
خان پر قابو پا چکے ہیں۔"

"ہاں! اور کیا کرتے ہم... اور ادھر تم نے غالباً احسان
[illegible] پر قابو پالیا ہے۔"

"جی ہاں! مجبوری تھی۔"

"اچھا... کیا۔" وہ ہنسے۔

"لیکن اس کا بیان ہوش رباہے۔"

"او ہو اچھا... خیر ہم آرہے ہیں... ہوش ربا بیان فون پر سننا
[illegible] نہیں۔"

"آپ کی مرضی۔"

اب انہوں نے ان دونوں کو اپنی گاڑی کی ڈگی میں ٹھونسا اور [illegible]
احسان بلگرامی کی کوٹھی پہنچے... وہاں حالت جوں کی توں تھی۔

"ہاں تو اب ذرا ہو جائے ان کا ہوش ربا بیان۔"

"اس کا کہنا ہے... یہ پاگل کے لیے کام کر رہے ہیں... اور
پاگل نے انہیں ہدایت دی تھی کہ ہم لوگ اسے لیبارٹری لے جار[illegible]
ہیں... لہٰذا یہ لوگ اسے لیبارٹری سے اس سے پہلے اغوا کر لیں... ک[illegible]
اس کا معائنہ کیا جائے۔"

"نن نہیں... نہیں... یہ غلط ہے۔" انسپکٹر جمشید چلا اٹھے۔
انہوں نے انہیں اس طرح چلاتے دیکھا تو حیرت زدہ ر[illegible]
گئے...

"جی... کیا مطلب؟"

"جب میں نے اسے لے جانے کا فیصلہ کیا... اس وقت سے
لے کر اغوا ہونے تک وہ ہمارے ساتھ رہا ہے... وہ انہیں بھلا فو[illegible]
کرنے میں کس وقت کامیاب ہو گیا۔"

"اوہ... واقعی... یہ بات تو ہے۔"

"اس نے انہیں کوئی ہدایات نہیں دیں... یہ لوگ اسے ا[illegible]
ضرور کرائے ہیں..."

"لیکن کیوں؟"

"تاکہ اس کا لیبارٹری ٹسٹ نہ ہو سکے... اگر ٹسٹ ہو جاتا [illegible]

تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا... ایک منٹ ٹھہرو... اب
[illegible]ری کام کرنا پڑے گا۔"

یہ کہہ کر انہوں نے اکرام کے نمبر ملائے... اسے چند
ہدایات بہت جلدی کی حالت میں دیں... پھر فون بند کر دیا اور بولے۔

"میں صرف تین منٹ تک گنوں گا... پاگل کے بارے میں
[illegible] کہاں ہے... ورنہ گولی مار دوں گا۔" یہ کہہ کر انہوں نے
[illegible]کال کر سردار خان کی کن پٹی پر رکھ دیا... دوسرا پستول محمود نے
[illegible]ال اکرامی کی کن پٹی پر رکھ دیا...

"ایک... دو..."

"ٹھہریں... ٹھہریں... اس کوٹھی کے نیچے ایک تہ خانہ
[illegible]... ڈرائنگ روم کے آتش دان سے اس کا راستہ جاتا ہے... وہ اس
[illegible] میں بند ہے۔"

"تو... تو تم نے اسے اغوا کیا تھا۔"

"ہاں!" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"کس کے کہنے پر۔"

"ایک نامعلوم آدمی کے کہنے پر... ہم اب تک اس نامعلوم
[illegible]ی کے لیے ہی کام کرتے رہے ہیں..."

"کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

دو اور ثبوت

چند لمحے تک وہ انہیں گھورتے رہے... آخر بولے:

"اپنی بات کی وضاحت کرو نا... اگر جھوٹ بولنے کی کوشش کرو گے تو زیادہ پھنسو گے... سچ بولو گے تو سزا میں کمی کی سفارش کر سکتا ہوں۔"

"اب ہم جھوٹ بول کر کیا کریں گے..." احسان نے تھکی آواز میں کہا۔

"تو پھر بولو... کیا کہتے ہو۔"

"جب سے یہ پاگل شہر میں آیا ہے... اس دن سے ہمیں ایک نامعلوم آدمی نے فون پر یہ ڈیوٹی سونپی کہ اس کی نگرانی کی جائے... جہاں وہ جائے... تعاقب کیا جائے... وہ فون پر اس کے بارے میں رپورٹ لیتا رہے گا اور اس کام کا معاوضہ ہمیں باقاعدگی سے ملتا رہے گا..."

"تمہارا مطلب ہے... کسی لفافے میں کرنسی نوٹ [illegible] ہے۔" انہوں نے پوچھا۔

"جی... جی ہاں۔"

"کیا وہ لفافے ہمیں دکھا سکتے ہیں۔"

"اس نے فون پر ہدایت دی تھی کہ رقم نکال کر لفافہ جلا دیا کرو۔" احسان نے کہا۔

"تو کیا تم ایسا کرتے رہے ہو؟"

جواب میں وہ مسکرائے... بولے کچھ نہیں۔

"میرے سوال کا جواب نہیں دیا تم نے۔"

"ہم اس کی یہ ہدایت سن کر حیران ہوئے تھے... کیونکہ لفافوں پر کچھ لکھا ہوا تو ہوتا نہیں تھا... ہاں کبھی کبھی کیڑے مکوڑے بنے ہوتے تھے... جیسے لفافے میں نوٹ بند کر کے اور لفافہ بند کر کے کسی نے پین سے چند آڑی ترچھی سی لکیریں سی بنا دی ہوں۔ اس لیے ہمارے نزدیک بھی وہ لفافے غیر اہم تھے... تاہم جرائم کی دنیا میں رہتے رہتے... ہم کافی ہوشیار ہو گئے ہیں... اور جانتے ہیں، بعض غیر اہم چیزیں بھی بہت اہم ثابت ہوتی ہیں۔ اس لیے ہم ان لفافوں کو ضائع نہیں کرتے رہے... بلکہ سنبھال کر رکھتے رہے ہیں... امید ہے آپ ہماری اس بنیاد پر مدد کریں گے... ہماری سزا میں کمی کرانے کی کوشش کریں گے... اس کے بدلے ہم آپ سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ آیندہ زندگی میں کبھی بھی جرم نہیں کریں گے۔"

"چلو منظور ہے... وہ لفافے مجھے دے دو۔"

"وہ بھی تہ خانے میں ہیں۔"

"چلو پھر ہمیں تہ خانے میں لے چلو۔" انہوں نے کہا۔

وہ ان کے ساتھ تہ خانے میں اترے... وہاں واقعی پاگل
رسیوں سے بندھا ہوا ادھر ادھر لڑھک رہا تھا... گویا خود کو رسیوں
سے آزاد کرانے کی کوشش کر رہا تھا... انہیں دیکھ کر وہ زور سے چونکا

"اوہ... یہ آپ ہیں... خدا کا شکر ہے... ویسے مجھے ایک فیصد
بھی امید نہیں تھی کہ آپ یہاں پہنچ جائیں گے... آپ تو یہی خیال
کرتے رہے ہوں گے کہ میں وہاں سے فرار ہو گیا... لیکن یہ لوگ مجھے
پستول دکھا کر وہاں سے گاڑی پر بٹھا کر لائے تھے۔"

"ہاں! ہمیں پتا چل گیا ہے... آپ فکر نہ کریں... اب اس
کیس کا مجرم بچ نہیں سکتا... چاہے وہ آپ ہوں... چاہے... وہ الطاف
غالب ہو... جو کوٹھی میں ہے۔"

"گویا آپ اب تک نہیں جان سکے کہ میں بالکل بے گناہ ہوں
اور مظلوم ہوں۔"

"ابھی چند باتوں کی تصدیق ضروری ہے... آپ فکر نہ
کریں... بہت جلد حقیقت سامنے آجائے گی... کیا آپ چاہتے ہیں
سامنے آجائے۔"

"بھلا میں نہ چاہوں گا... جسے اس کے بچوں تک سے
کر دیا گیا ہے۔"

"لاؤ بھئی... وہ لفافے کہاں ہیں۔" انہوں نے احسان
سردار خان سے کہا۔

"لفافے... کون سے لفافے؟" پاگل نے چونک کر پوچھا

"اس کیس کا مجرم... ان دونوں سے کام لیتا رہا ہے اور کام کا
معاوضہ کرنسی نوٹوں کی صورت میں ادا کرتا رہا ہے... کرنسی نوٹ وہ
لفافوں میں رکھ کر انہیں بھیجتا رہا ہے... اوہ ہاں یاد آیا... لفافے وہ بھیجتا
کیسے تھا۔" یہ سوال انہوں نے احسان اور سردار سے کیا۔

"رات کی تاریکی میں ہمارے گھر میں دروازے کے نیچے
سے اندر رکھ جاتا تھا۔"

"بہت خوب۔" اب انہوں نے لفافے دیکھے... اچانک
انسپکٹر جمشید کے چہرے پر جوش طاری ہو گیا۔ محمود، فاروق اور فرزانہ
بھی اچھلے بغیر نہ رہ سکے۔

"انسپکٹر جمشید نے کچھ سوچ کر ایک فون کیا... فون پر کسی
سے چند سوالات کیے پھر فون بند کر دیا...

"آیئے چلیں... معاملہ حل ہو گیا۔"

"جی... کیا کہا... معاملہ حل ہو گیا۔" پاگل نے حیران ہو کر
کہا۔

"ہاں... بالکل..."

آخر وہ وہاں سے ان کی بڑی گاڑی میں روانہ ہوئے... الطاف
غالب کی کوٹھی پہنچے... گھنٹی کا بٹن دبایا گیا... الطاف غالب خود باہر نکلا
اور ان لوگوں کے ساتھ احسان اور سردار خان کو دیکھ کر بری طرح
چونکا۔

"یہ... یہ کون لوگ۔" اس نے فوراً کہا... شاید اسے

احساس ہو گیا تھا کہ ان دونوں کو دیکھ کر اچھلنا اس کی غلطی تھی... ادھر اسے اس طرح اچھلتے دیکھ کر وہ لوگ مسکرائے تھے۔

"ان لوگوں کو تو خیر آپ بہت اچھی طرح جانتے ہیں... پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"میرا خیال ہے... ہم اندر چل کر بات کرتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"ضرور... کیوں نہیں... آپ اس طرف سے چلئے... میں اندرونی دروازے سے آتا ہوں۔"

"جی نہیں... آپ ہمارے ساتھ چلیں گے۔"

یہ کہتے ہوئے انسپکٹر جمشید نے پستول نکال لیا۔

"یہ... یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔"

"جو مجھے بہت پہلے کرنا چاہیے تھا... کیونکہ اس حد تک بدلے ہوئے حلیے میں کوئی آدمی ایسی جھوٹی کہانی نہیں گھڑ سکتا..."

"پتا نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"ابھی وضاحت کروں گا... فکر نہ کریں' ڈرائنگ روم میں چلیں..."

سب لوگ ڈرائنگ روم میں آگئے... انسپکٹر جمشید نے اکرام کو راستے میں فون کیا تھا اور چند ہدایات دی تھیں... ابھی وہ اندر آکر بیٹھے ہی تھے کہ دروازے کی گھنٹی بجی... انداز اکرام کا تھا...

"محمود... انہیں اندر لے آؤ۔"

"جی اچھا۔" محمود چلا گیا... واپس پلٹا تو اس کے ساتھ صرف اکرام ہی نہیں... الطاف غالب کی جوتوں کی فیکٹری کا منیجر جالب غوری بھی تھا...

"آئیے منیجر صاحب... آئیے۔"

"اوہو... یہاں تو بہت سے لوگ موجود ہیں... لیکن مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے۔" جالب غوری نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"آپ کی یہاں موجودگی بہت ضروری ہے جالب صاحب... یہاں یہ فیصلہ ہونا ہے کہ اصلی الطاف غالب کون ہے۔"

"کیا مطلب... یہ رہے اصلی الطاف غالب۔" اس نے اشارہ کیا۔

"لیکن ان کا دعویٰ ہے کہ اصل الطاف غالب یہ ہیں۔" فاروق نے پاگل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ بھی کس کی باتوں میں آگئے۔" جالب بولا۔

"مہربانی فرما کر آپ ذرا خاموش رہیں... جب آپ سے کوئی بات پوچھی جائے... اس وقت ضرور بول سکتے ہیں آپ۔"

"اچھی بات ہے۔" اس نے برا سا منہ بنایا۔

"ایک سال پہلے کی بات ہے... الطاف غالب گھر سے سیر کے لیے نکلے... یہ ان کی عادت تھی... انہوں نے اس مقصد کے لیے ایک چھوٹی سی لانچ بھی خرید رکھی تھی... یا مستقل طور پر کرائے پر

لے رکھی تھی... یہ لانچ میں بیٹھے اور دریا کے درمیان میں پہنچ گئے...
ان دنوں سیلاب آیا ہوا تھا... دریا بپھرا ہوا تھا۔ اچانک انہوں نے
محسوس کیا... کوئی ان کے پیچھے ہے... اس سے پہلے کہ یہ مڑ کر دیکھتے'
کسی نے ان کے سر پر کوئی وزنی چیز دے ماری اور وہ دریا میں گر گئے...

مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقت ور ہے... وہ مالک
ہے... اس نے ہر شخص کی زندگی لکھ دی ہے... ہر کوئی یہاں اپنی
زندگی پوری کر کے ہی جائے گا... الطاف صاحب کی زندگی ابھی باقی
تھی' اس لیے دریا انہیں موت کے گھاٹ نہ اتار سکا... وہ بچ گئے...
لیکن مچھیروں کے جال میں پھنس گئے... مچھیروں نے انہیں جال سے
نکالا... یہ اس وقت تک شہر سے بہت دور کسی گاؤں کے پاس پہنچ چکے
تھے... گاؤں کے مچھیروں نے ان کا علاج کیا... یہ ٹھیک ہو گئے...
لیکن مچھلیوں نے ان کا جسم جگہ جگہ سے کھا لیا تھا... لہٰذا یہ بالکل بد
صورت ہو گئے... اس طرح یہ واپس آئے... تو ان کے گھر میں
انہوں نے اپنی جگہ ایک الطاف غالب کو پایا... ان کی سٹی گم ہو گئی...
گھر کے کسی فرد نے بھی انہیں الطاف غالب تسلیم نہ کیا... وہ انہیں
کوئی فراڈیا یا پاگل خیال کرتے رہے... اب یہ اپنی کوشش میں لگ گئے
کہ کسی طرح خود کو الطاف غالب ثابت کر دیں... تاکہ اپنے گھر میں
اپنے بچوں کے پاس رہ سکیں... اپنے کارخانے کے بھی یہ مالک بن سکیں
.. سچ تو یہ ہے کہ ان پر بہت بڑا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا... ان کے حوصلے کی داد
دینے کو جی چاہتا ہے کہ یہ واقعی پاگل نہیں ہو گئے... تاہم ان کی حالت

پاگلوں جیسی ضرور ہو گئی... کہتے پھرے کہ میں دریا میں ڈوب کر مر گیا
تھا... اس طرح ان کی ملاقات پارک میں محمود اور فاروق سے ہوئی
تھی...

ادھر ان کی واپسی پر نقلی الطاف غالب کو بہت پریشانی ہوئی'
وہ تو مزے کر رہا تھا' اس خیال میں تھا کہ اس نے اصلی الطاف غالب کو
موت کے گھاٹ اتار دیا ہے... اب اس پر کون شک کرے گا... لیکن
تقدیر کو کچھ اور منظور تھا... ان کا پول کھلنا تھا... سو کھل کر رہا... لہٰذا
میں اعلان کرتا ہوں... یہ شخص... بے چارہ... جو پاگل نظر آ رہا ہے..
اصلی الطاف غالب ہے... ان بچوں کا باپ۔"

"کیا... کیا مطلب؟" بچے بری طرح اچھلے۔

"ہاں! یہی حقیقت ہے۔" وہ مسکرائے۔

"لیکن... یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے... ہم نے تو ان میں کوئی
کمی محسوس نہیں کی۔ یہ ہمیں ہر طرح اپنے والد نظر آئے... وہی
آواز... وہی انداز... وہی طریقے... وہی پیار محبت... آخر کوئی اور آدمی
یہ سب کیسے کر سکتا ہے۔"

"اس سوال کا جواب اگر منیجر جالب غوری دے دیں تو زیادہ
اچھا ہے۔" انسپکٹر جمشید اس کی طرف مڑے... وہ زور سے چونکا۔

"کیا... کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ یہ آپ بتائیں... کوئی ایسا کس طرح کر سکتا
ہے۔"

"سراغرساں آپ ہیں اور پوچھ مجھ سے رہے ہیں۔" اس نے جھلا کر کہا۔

"گویا آپ کچھ نہیں بتا سکتے۔"

"نہیں... ہرگز نہیں۔" اس نے منہ بنایا۔

"تب پھر آپ یہ بتا دیں کہ الطاف غالب کی ذاتی فائل پر انگلیوں کے نشانات کس طرح تبدیل ہو گئے۔"

"جی... کیا کہا... نشانات تبدیل ہو گئے... یہ آپ سے کس نے کہہ دیا۔"

"کام تم لوگوں نے سارے ہی پکے کیے تھے... لیکن اللہ تعالیٰ کو بھی تم لوگوں کا برا انجام منظور تھا... اس لیے پکے کاموں کے باوجود بات چھپی نہ رہ سکی۔"

"پتا نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"ان کی انگلیوں کو جگہ جگہ سے پھلیوں نے ضرور کھا لیا ہے... لیکن پھر بھی جن جگہوں سے انگلیوں کے نشانات بن جاتے ہیں... وہ نشانات فیکٹری کی فائل سے نہیں ملتے۔"

"اور وہ ملیں بھی کیسے... جب کہ یہ نقلی الطاف ہے... اصل یہ ہے۔"

"اگر اصل یہ ہے... تو پھر اسے ان جرائم پیشہ لوگوں کو نوٹوں کے لفافے دینے کی کیا ضرورت تھی... ان سے اس پاگل کی نگرانی کرانے کی کیا ضرورت تھی... ایک دوسرے شہر کے پاگل

خانے سے جعلی رپورٹ اس پاگل کے خلاف منگوانے کی کیا ضرورت تھی۔"

"کیا... کیا... کیا۔" کئی آوازیں ابھریں۔

"ہاں جناب! اس ملک کے پاگل خانے میں اس کا دوست رہتا ہے... اس کے ذریعے وہ رپورٹ حاصل کی گئی تھی... لیکن میرے آدمی نے جب وہاں ان صاحب پر سختی کی تو اس نے سچ اگل دیا... لہٰذا اس پاگل خانے کے انچارج کا بیان اب ہمارے پاس موجود ہے..."

"نن نہیں۔" الطاف غالب چلا اٹھا۔

"اور یہ منصوبہ ترتیب دیا تھا جالب غوری نے۔"

"کیا... نہیں۔"

"انگلیوں کے نشانات اگر تبدیل نہ پائے جاتے تو ہم یہ نہ کہہ سکتے... لیکن اب تو یہ بات بالکل صاف ہو چکی ہے... منصوبہ ان دونوں کا تھا... اور بہت پہلے اس کی تیاریاں کر لی گئی تھیں... اس تیاری کے سلسلے میں سب سے پہلا قدم یہ اٹھایا گیا کہ اس گھر میں اس شخص کو ملازم رکھوایا گیا..."

"جی... کیا مطلب... کسے ملازم رکھوایا گیا۔" اکرام چلا اٹھا۔

"بھئی اسی کو... جو ہمارے سامنے الطاف غالب بنا بیٹھا ہے۔"

"نن نہیں... نہیں... آخر کیسے۔"

"یہی اختر جان کے طور پر اس گھر میں ملازمت کرتا رہا ہے.."

تا کہ الطاف غالب کے بولنے کا انداز اپنا سکے... ان کی تمام حرکات کو سیکھ جائے... کھانے پینے کے انداز' چلنے پھرنے کے انداز... غرض... ان کی ہر عادت کو اس نے یہاں رہ کر سیکھا... شاید کوئی بہت ماہر نقال ہی ہے... ہر طرح کی نقالی کر سکتا ہے... تبھی تو یہ اس قدر کامیاب رہا... بچے تک کوئی فرق محسوس نہ کر سکے... پھر جب اس نے سب کچھ سیکھ لیا... ان کے انداز میں دستخط تک کرنا سیکھ لیے... تو یہ یہاں سے چند چیزیں چرا کر بھاگ گیا... تا کہ یہ لوگ وفاداری کے طور پر اس کے خلاف رپورٹ درج نہ کرائیں... اب اس کے چہرے پر پلاسٹک سرجری کی گئی... الطاف غالب کا میک اپ کیا گیا... اس غرض کے لیے شاید ان لوگوں نے کسی غیر ملکی ماہر کی خدمات حاصل کی ہوں گی... اسے بھاری معاوضہ ادا کیا ہو گا... کیوں یہی بات ہے نا۔"

"آپ... آپ کے پاس ہمارے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے یہ شخص فراڈ ہے... اور آپ نے اس کی باتوں کو درست مان لیا ہے۔"

"جی نہیں... پاگل خانے کی دوسری رپورٹ آپ کے خلاف مکمل ثبوت ہے... ہم اس پلاسٹک سرجری کے ماہر کو بھی اخبارات میں اشتہار دے کر تلاش کر سکتے ہیں... وہ اگر ملک سے باہر رہتا ہے... تو اسے گرفتاری کا کوئی خوف نہیں ہو گا... کچھ رقم طلب کر کے وہ بیان دے سکتا ہے کہ یہ کام اس کے ذریعے لیا گیا تھا... لیکن میرے خیال میں تو ہمیں اس ثبوت کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی... کیونکہ

ہمارے پاس دو اور ثبوت موجود ہیں۔"

"کیا مطلب... دو اور ثبوت۔"

"ہاں! دو اور ثبوت... پہلا ثبوت... یہ لفافے ہیں... جن میں مجرم نوٹ رکھ کر ان لوگوں کو ادا کرتا رہا ہے... ان لفافوں پر اس کے ہاتھ کے پین سے لکھے گئے دستخطوں کے الفاظ ہیں یا لکیریں ہیں.. اور اس قسم کی لکیریں ہم خود اسے اپنی آنکھوں سے کاغذ پر بناتے دیکھ چکے ہیں... وہ کاغذ بھی ہمارے پاس موجود ہے اور اس کیس میں یہ بہت زبردست ثبوت ہے... لگے ہاتھوں آخری ثبوت بھی پیش کر دیتا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے وہ مسکرائے۔

"کیا... کیا کہا آپ نے... آخری ثبوت؟" فاروق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"کیوں... کیا ہوا؟"

"میرا مطلب ہے... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"یار چپ رہو۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

اور وہ لوگ مسکرا دیے... ایسے میں انسپکٹر جمشید کی آواز پھر سنائی دینے لگی۔

"اختر جان میں ایک بری عادت تھی... الطاف غالب کے روپ میں آنے کے باوجود وہ اس بری عادت سے پیچھا نہیں چھڑا سکا۔"

"کیا مطلب... کون سی عادت۔" اختر جان جھلا اٹھا۔

"بے تحاشہ چائے پینے کی عادت ... تمام دن چائے پیتے رہنے کی عادت۔ بچوں سے میں نے فون پر پوچھا تھا... آپ کے ابو چائے دن میں کتنی بار پیتے ہیں... انہوں نے بتایا کہ سارا دن چائے پیتے رہتے ہیں... جب کہ پہلے ایسا نہیں تھا۔"

"اوہ ... اوہ... یہ تو مکمل ترین ثبوت جمع ہو گئے ان کے خلاف... اب یہ بے چارے کیا دم ماریں گے... اور اگر دم ماریں گے بھی تو کون سا ان کے دم کی دال گلنی ہے یہاں۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"کک... کیا کہا... دم کی دال..." فرزانہ کھلا کر بولی۔

ادھر انسپکٹر جمشید اور اکرام کو بے ساختہ ہنسی آگئی۔ اکرام کے ماتحت مجرموں کو ہتھکڑیاں لگانے لگے۔

ختم شد